فارسی

برای

کلاسِ یازدھم

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ — لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

تیار کردہ : پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

منظور کردہ: وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد

مصنفین : ☆ خانم دکتر خالدہ آفتاب ☆ محمد خان کلیم (مرحوم)
☆ نوازش علی شیخ (مرحوم) ☆ دکتر غلام معین الدین نظامی

مدیر : ☆ پرفسور دکتر آفتاب اصغر (مرحوم)

نگران طباعت : ☆ خانم دکتر شگفتہ صابر

سرورق - کمپوزنگ : بہ تعاون خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔ لاہور
آرٹسٹ . عائشہ وحید

ناشر: ماجد بک ڈپو، لاہور مطبع: نصاب پرنٹرز، لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
نومبر 2019ء	اوّل	24	1,000	71.00

پیش گفتار

فارسی، عالمِ اسلام کی دوسری بڑی زبان ہے اور تقریباً ایک ہزار سال تک برصغیر پاک و ہند کی علمی، ادبی، ثقافتی اور سرکاری زبان رہ چکی ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کا تمام تر تہذیبی سرمایہ فارسی ہی میں محفوظ ہے۔ اگر ہم اپنے شاندار ماضی سے رابطہ استوار رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں فارسی زبان و ادب سے آشنائی حاصل کرنا ہوگی۔ فارسی سیکھے بغیر ہم عالمِ اسلام اور برصغیر کی تاریخ سے کماحقہ آگاہ نہیں ہو سکتے۔ فارسی ہمارے آباء و اجداد کی زبان ہے اور ہمیں اپنے اِس عظیم ورثے کی قدر و قیمت کا احساس ہونا چاہیے۔

فارسی بہت سے برادر اسلامی ممالک میں رائج ہے۔ ایران، افغانستان، ترکی اور عراق کے علاوہ، وسط ایشیا کے نئے آزاد ہونے والے اسلامی ممالک میں بھی اس کے بولنے والے اکثریت میں ہیں۔ یوں یہ خوبصورت زبان، ان تمام ممالک کے باہمی روابط میں کام آسکتی ہے۔

فارسی میں علم و ادب و اخلاق کا اتنا ذخیرہ تخلیق ہوا ہے کہ دنیا کی شاید ہی کوئی اور زبان اس کی مثال پیش کر سکتی ہو ! ایسے اعلیٰ و ارفع ادب سے آشنائی ہمیں تعمیرِ سیرت اور تہذیب کردار میں غیر معمولی مدد دے سکتی ہے۔ خود ہمارے قومی شاعر حضرتِ علامہ اقبال کا بیشتر کلام فارسی میں ہے۔ فارسی جانے بغیر ہم فکرِ اقبال کی صحیح روح سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو سکتے۔

دُنیا کی ہر زندہ زبان کی طرح، فارسی میں بھی بہت سی تبدیلیاں آ چکی ہیں۔ کچھ پُرانے الفاظ متروک ہو گئے، بہت سے نئے لفظ رائج ہوئے، کافی الفاظ کے معانی بدل گئے، قواعد میں بھی کچھ تبدیلیاں ہوئیں، طرز املاء میں بھی خاصی پیش رفت ہوئی اور اظہار و بیان کے پیرائے بھی نئے سانچوں میں ڈھل گئے اس لیے قدیم فارسی کے ساتھ ساتھ جدید فارسی نظم و نثر سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ اِس کتاب کی تالیف میں اِن تمام امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ خاص طور پر اختصار اور سلاست پیشِ نظر رکھی گئی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ جب یہ کتاب جدید فارسی لب و لہجہ کے اُصولوں کے مطابق پڑھائی جائے گی تو اِس کی افادیت دوچند ہو جائے گی۔

مُصنفین

به نام خداوندِ بخشندۂ مہربان

فہرس

صفحہ	عنوان	شمارہ
3	**پیش گفتار**	
7	**ترجمہ سورۂ الحمد**	۱
9	**نعت**	۲
11	**کلامِ خدا**	۳
15	**کتاب (منظومہ)**	۴
17	**سید علی ہجویریؒ**	۵
	خلفای راشدین	
21	**فرخی سیستانی**	٦
(نظم)	دروصف داغگاہ	
25	امام غزالیؒ	۷
	نامہ امام غزالی بہ سلطان سنجر سلجوقی	
28	**مسعود سعد سلمان لاھوری**	۸
(نظم)	اوگرامی تراست، کُودانا است	

۹	**سیدالدین محمد عوفی**		31
	جوامع الحکایات		
۱۰	**نظامی گنجوی**		34
	پندها	(نظم)	
	تنهاماندن شیرین و زاری کردنِ وی	(نظم)	
۱۱	**مولاناجلال‌الدّین رومیؒ**		38
	مُوسیٰؑ وشبان	(نظم)	
۱۲	**حسن سجزی دهلویؒ**		43
	سُخنانِ خواجہ نظام‌الدّین اولیا		
۱۳	**امیر خسرو**		47
	غزلهای خسرو	(غزل)	
۱۴	**ضیاءالدین نخشبی**		51
	مُرواریدهایی از سِلکُ السلُوک		
۱۵	**خواجہ خافظ شیرازی**		53
	غزلیات حافظ	(غزل)	
۱۶	**مولاناجامی**		57
	گزیده ای از بهارستان		
۱۷	**نورالدین محمد جهانگیر**		60
	گزیده ای از توزکِ جهانگیری		
۱۸	**حضرت سچّل سرمست**		64

۱۹	**ملک الشعراء بہار**		67
۲۰	**دُرُود بر پاکستان**	(منظومہ)	
	غزل	(منظومہ)	
	درکلاس	(مکالمہ)	72
۲۱	**نصحیت بہ فرزند**	(منظومہ)	75
۲۲	**فاطمہ جناحؒ**		77
۲۳	**علّامہ محّمد اقبال**		80
	محاورہ مابینِ خدا و انسان	(منظومہ)	
	تنہائی	(منظومہ)	
۲۳	**داستانِ پرواز**		85
۲۵	**نیما یوشیج**		88
	آمدِ بہاران	(منظومہ)	
۲٦	**نامہ اِی بہ پِسرَم**		91
۲۷	**غزل**	(منظومہ)	95
۲۸	**راشد منہاس ، نشانِ حیدر**		97
۲۹	**ارزش ورزش**		101
۳۰	**درکتابخانہ**	(مکالمہ)	104

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

به نام خدا وند بخشنده مهربان

ترجمهٔ سُورهٔ الحمد

به نام خداوندِ بخشندهٔ مهربان۔

ستایش خداوندی را سزا است که پروردگارِ جهان است۔

بخشندهٔ مهربان است۔

مالکِ رُوزِ سزا و جزا است۔

تنها تو را می پرستیم و تنها از تو یاری می طَلَبیم۔

ما را به راه راست راهنمایی فرما۔

راه کسانی که به آنان نعمت داده ای ، نه راه آنان که بر ایشان خشم گرفته ای ، و نه راه گمراهان و سرگشتِگان۔

(دکتر مصطفی خرم دل: تفسیر نور)

فرهنگ

ستایش : تعریف　　　　خشم : غصّہ ، قہر و غضب

تنها : صرف　　　　یاری : مدد

بخشنده : (بخش+نده) بخشنے والا، بخشیدن مصدر : بخشنا

سزا : قابل، اہل، لائق، مناسب، سزیدن مصدر ۔ مناسب ہونا

می پرستیم : ہم پرستش کرتے ہیں، (پرستیدن : پوجنا)

می طلبیم : ہم طلب کرتے ہیں، (طلبیدن : طلب کرنا)

سزا و جزا : گناہوں کی سزا اور نیکیوں کا اجر

بہ آنان : (بہ + آن + ان) اُن پر/اُن کو

خشم گرفته ای : تو ناراض ہوا ہے (خشم گرفتن : ناراض ہونا)

سرگشتگان : آوارہ و گمراہ لوگ

تمرین

۱-

۱- "مالک سزا و جزا" سے کیا مراد ہے ؟

۲- اللہ نے کن لوگوں کو نعمتوں سے نوازا ہے ؟

۳- اس سبق میں اللہ کی کون کون سی صفات بیان کی گئی ہیں ؟

٤- اللہ کا قہر و غضب کن لوگوں کے لیے ہے ؟

٥- ہمیں کن لوگوں کے راستے پر چلنا چاہیے ؟

۲-

۱- بخشندہ (بخش+ندہ) جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۲- گمراہ کی جمع گمراہان ہے تو سرگشتہ کی سرگشتگان کیوں ہے ؟

۳- مندرجہ ذیل افعال کیا ہیں؟ صیغے بھی بیان کیجیے :

می پرستیم ، داده ای ، فرما

نعت

خلافِ پیمبرؐ کسی رَه گُزید
که هرگز به منزل نخواهد رسید

کلیمی که چرخِ فَلَک طُورِ اوست
همه نُورها پرتوِ نورِ اوست

درودِ مَلَک بر روانِ تو باد!
بر اَصحاب و بر پیروان تو باد!

نُخستین ابوبکرؓ، پیرِ مُرید
عُمرؓ، پنجه بر پیچ دیوِ مَرید

خرد مند عثمانؓ، شب زنده دار
چهارُم علیؑ، شاه دُلدُل سوار

خُدایا! به حق بنی فاطمهؑ
که بر قولِ ایمان کُنی خاتمه

اگر دعوتَم رد کُنی، ور، قُبُول
من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ

نَدانم کُدامین سُخَن گویَمَت
که والا تَری زانچه من گویَمَت

چه وصفت کُنَد سعدیِ نا تمام
عَلیکَ الصَلوة اَی نبی السلام

(سعدی شیرازی: بوستان)

فرهنگ

گزیدن : چننا ، منتخب کرنا
چرخ فلک : آسمان

دیو : شیطان
مَرید : سَرکش ، نافرمان ، باغی

دُلدُل : رسولِ کریمؐ کے ایک خچر کا نام
به حق : کے طفیل ، کے صدقے

بنی فاطمه : حضرت فاطمہؓ کی اولاد
دعوتم : میری دعا

وَر : و اگر کا مخفف
گویَمَت : (گویم+ت) میں تجھے کہوں

عَلَیکَ الصّلوة : آپ پر رحمت ہو

پنجه بر پیچ : پنجہ مروڑنے والا ، کس بَل نکال دینے والا

شب زنده دار : راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والا

تمرین

۱-

۱- شاعر کے نزدیک خلافِ سُنت پر عمل کرنے والے کا کیا انجام ہوتا ہے ؟

۲- دوسرے شعر میں کون سی تلمیح ہے ؟

۳- خلفائے راشدین کی کیا کیا صفات بیان کی گئی ہیں ؟

٤- ''بنی فاطمہؓ'' سے کیا مراد ہے ؟

٥- شاعر نے اپنے آپ کو ''ناتمام'' کیوں کہا ہے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے آخری حروف کیا ہیں ؟

وصفت ، گوییمت ، دعوتم

۲- '' نخواهد رسید '' کون سا فعل ہے ؟ پوری گردان لکھیے۔

۳- واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنایئے ؟

پیمبر ، نورها ، ملک ، اصحاب ، پیروان ، دیو ، سخن

کلامِ خدا

در زمان حضرت پیغمبر اکرمؐ ، مرد ناشناسی وارد مکه شد. این مرد خیلی دانا و با هوش بود. تا آن زمان ، آنحضرتؐ هنوز به مدینه هجرت نفرموده بود مشرکان مکه، مثلِ همیشه ، فوری پیش آن مرد رفتند تا از او خواهش کُنند که به حرفهایِ رسولِ اکرمؐ گوش فرا نَدهد.

به او گفتند : " محمد ابنِ عبدُاللّٰه را می شناسی " ؟

گفت : " نخیر ، نمی شناسمش ، اُو کیست " ؟

" جوانی است از قبیلهٔ قریش که می گوید : خدایی نیست جُز خداوندِ یکتا و محمد پیغمبرش هست." مشرکان گفتند.

" عجب ! دیگر چه می گوید " ؟ مرد اصلاً باور نمی کرد.

" دیگر این که بُتها را نَپرستید و از ستمگران اطاعت نَکُنید ".

" راست می گویید ، واقعاً اینطور است " ؟

" بله ، صد در صد راست و حالا بندگانِ ما ، از ما اصلاً اطاعت نمی کنند و می گویند که ما مسلمان شده ایم و پیروِ محمد صلی الله علیه و آله و سلم هستیم. غیر از خداوندِ یگانه هیچکس شایسته اطاعتِ ما نیست. از تو خواهش می کُنیم که..."

" بفرمایید ، چه خواهشی دارید " ؟

" همین که تا وقتی که در مکه هستی ، سعی نکن که با اُو ملاقات کُنی ! "

" آخر چرا ؟ چه عیبی دارد " ؟ اشتیاقِ مرد بیشتر شده بود.

" تو نمی دانی. او مردی است ساحر. هر کسی که حرفهایش را گوش می کُند ، دیوانه و گمراه می شود ".

" خیلی خوب ، مسأله ای نیست. حرفهایش را گوش نمی کنم ولی خیلی دلم می خواهد اقلاً آن ساحرِ بُزُرگ را ببینم " ؟

" خوب، می توانی ببینی. برو به کعبه، آنجا حتماً خواهد بود. این پنبه را در گوشهایت بگذار. یادَت نَرَود. مواظب باشی ! "

آن مرد ، پنبه را گرفت و به سوی کعبه راه اُفتاد. همینکه واردِ حَرَم شد ، دید که مرد با وقاری آنجاهست و زیرِ لب دارد چیزی می خواند.

" حتماً " محمدّ بن عبدُالله همین است ". اُو فکر کرد و با خود گفت : " باید حرفِ این آقا را به دقت گوش کُنَم. اگر حرفِ حسابی می زند ، می پذیرم ، و اِلاّ خیر ! "

زمزمه ای به گوشش رسید. اُو گوش فراداد. از کلماتِ پُر معنی و زیبا لذّت بُرد. انگار حرفهای محمدّ توی قلبش می نشستند ! جلو رفت. خودش را معرفی کرد و گفت :

" کلمات شما بسیار جالب است. ممکن است برایِ من کمی بیشتر بخوانید ؟ "

آری، کسی که داشت حرف می زد، حضرت محمدّ بود. آنحضرت لبخند زد و فرمود :

” این کلام ، مالِ من نیست بلکه کلامِ خُدایِ من است که مَرا به پیامبری برگزیده است۔ اینک کلامِ خدا را گوش کُنید۔“

کلامِ عجیبی بود ! اُو هرگز کلامی مثلِ آن نشنیده بود۔ با شنیدنِ آن مَات و مبهُوت ماند۔ وقتی به خود آمد ، فریاد زد :

” قبول دارم که این کلامِ شما نیست ، بلکه کلامِ خدا است و شُما پیامبرِ راستینِ وی هستید ! “ من به شما ایمان می آورم۔“

(دکتر معین نظامی)

فرهنگ

ناشناسی : (ناشناس-ی) کوئی / کوئی اجنبی

اصلاً : بالکل ، سرے سے

صد در صد : سو فی صد

یگانه : واحد ، اکیلا ، یکتا

چه عیبی دارد ؟ : کیا حرج ہے؟

غریب : اجنبی

مسأله ای نیست : کوئی بات نہیں ہے

پنبه : روئی

یادت نَرود : تجھے بھول نہ جائے

مواظب باشی : تومحتاط رہنا !

راه اُفتادن : چلنا ، روانہ ہونا

همینکه : جونہی

دارد می خواند : وہ پڑھ رہا ہے

به دقّت : غور سے

حرف حسابی : معقول بات

وَ اِلاّ ، خیر : وگرنہ ، نہیں

لذت بُردن : لطف اندوز ہونا

جلو رفتن : آگے بڑھنا

معرفی کردن : تعارف کرنا/کرانا

مات و مبہوت : حیرت زدہ ، ہکا بکا

لبخند زدن : مُسکرانا　　　　اقلاً : کم از کم

حتماً : یقیناً

نمی شناسَمَش : شناختن مصدر : پہچاننا (نہ+می+شناس+م+ش) میں اس کو نہیں پہچانتا

باور نمی کرد : باور کردن : یقین کرنا ، وہ یقین نہیں کر رہا تھا۔

گوش می کُنند : گوش کردن ، سُننا ، سُنتا ہے۔

انگار : انگاشتن مصدر : خیال کرنا (انگارَد - انگار : خیال کر) گویا ، جیسے

به خود آمدن : آپے میں آنا / ہوش میں آنا

راستین : (راست +ین) سچّا ، برحق

تمرین

۱-

۱- اجنبی شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں ہجرت سے پہلے آیا تھا یا بعد میں ؟

۲- مُشرکین مکّہ کیوں نہیں چاہتے تھے کہ اجنبی آنحضرتؐ سے ملے ؟

۳- مُشرکین نے اجنبی کو آنحضرتؐ کے بارے میں کیا بتایا ؟

٤- اجنبی آنحضرتؐ سے کہاں ملا؟ آپؐ اس وقت کیا کر رہے تھے ؟

٥- اجنبی کیوں مُسلمان ہو گیا ؟

۲-

۱- ناشناس (نا+شناس) کی طرح کی پانچ مثالیں لکھیے۔

۲- مشرکان (مشرک+ان) کی طرح مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع بنائیے :

مرد ، زن ، شاعر ، پیغمبر ، کودک

۳- مندرجہ ذیل کلمات کے متضاد لکھیے :

ناشناس ، مشترک ، خُوب ، راستین ، ایمان

کتاب

اگـر بـاز جُویـی خطـا از صواب
نیـابی یـکی همنشین چُون کتاب

زِ کـــارِ جهـــانـت دهـد آگـهـی
بیـــامـوزَدَت راه و رسـمِ بـهـی

بـود سـویِ آزادِگـی رهـنـمـون
کُـند مَرد را دیـن و دانـش فـزون

کتـــاب اســت آییـنـهٔ روزگـار
کـه بیـنـی در آن رازهـا آشـکـار

چنین همنشین گر به دست آوَری
نشـایـد کـه بگذاری و بـگذری

(استاد بدیع الزمان فروزانفر)

فرهنگ

صواب : صحیح ، درست ، اچھا　　　بہی : اچھائی ، بہتری

رهنمون : راہنما　　　به دست آوردن : حاصل کرنا

بیاموزَدت :آموختن : سکھانا (بہ+آموزد+ت) تُجھے سکھاتی ہے

راه و رسم : طورطریقے ، عادات و اطوار

نشاید : شایستن : مناسب / لائق ہونا-شاید (نہ+شاید) نہیں چاہیے،مناسب نہیں ہے۔

بگذاری و بگذری : گذاشتن : چھوڑنا ← گذارد ← گذار (بہ گذار + ی) تو چھوڑ دے۔

گذشتن : گزرنا ، جانا-گذرد - گذر (بہ گذرَ + ی) تو چلا جائے

تمرین

۱-

۱- شاعر کے نزدیک بہترین ہمنشین کون ہے ؟

۲- اس نظم میں کتاب کے کون کون سے فوائد بیان کیے گئے ہیں ؟

۳- کتاب کو " آئینہ روزگار " کیوں کہا گیا ہے ؟

٤- یہ نظم کس شاعر کی تخلیق ہے ؟

٥- کتاب کے بارے میں فارسی میں پانچ مختصر جُملے لکھیے ؟

۲-

۱- فعل اور صیغہ لکھیے۔

جویی ، نیابی ، دهد ، کُمند ، نشاید

۲- بیاموزدَت کے اجزا الگ الگ لکھیے۔

۳- مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی بیان کیجیے ؟

صواب ، بہی ، رہنمون ، فزون ، آشکار

سید علی ھجویریؒ

ابوالحسن علی بن عثمان جُلابی ھجویری غزنوی، داتا گنج بخشؒ کے عوامی لقب سے معروف ہیں۔ آپ غزنی میں پیدا ہوئے۔ علوم وفنون کی تحصیل کے بعد راہِ سُلوک پر گامزن ہوئے۔ اسلامی ممالک میں سیر و سیاحت کی اور سلطان مسعُود غزنوی کے عہدِ حکومت (۴۲۱ھ - ۴۳۱ھ) میں لاہور تشریف لائے۔ آپ کی وجہ سے ہزاروں غیر مسلم نعمتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوئے۔

آپ کی تاریخ وصال کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ نکلسن نے آپ کا سال وصال ۴۵۶ھ تا ۴۶۵ھ تک کوئی درمیانی سال کہا ہے۔ مولانا جامی نے وہ کتبہ جو آستانہ عالیہ پر نصب تھا، وہ اس میں لفظ سردار سے سال وصال بتاتے ہیں۔ محمد شفیع نے ۴۷۹ھ اور حبیبی قندھاری نے ۵۰۰ھ لکھا ہے۔ قرین قیاس ۴۶۵ھ تا ۴۶۹ھ کا کوئی درمیانی سال ہے۔

سید علی ھجویریؒ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم دین اور عظیم صوفی تھے۔ برصغیر میں اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں آپ کی خدمات کے پیش نظر ، برصغیر کے عوام آپ سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ فارسی زبان کے ادیب اور شاعر بھی تھے۔ بہت سی تصنیفات تھیں ، جو ضائع ہوگئیں۔ آپ کی اہم ترین کتاب

کشف المحجوب، خوش قسمتی سے آج بھی موجود ہے۔ تصوّف و عرفان کے موضوع پر یہ کتاب، ہزاروں کتابوں پر بھاری ہے۔ ہر عہد کے اہلِ علم و نظر نے اس عظیم کتاب کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ فارسی میں اس موضوع پر یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ اس کا اندازِ بیان بہت دلنشین اور اثر انگیز ہے۔ سید علی ھجویری کی تحریر، فارسی نثر کا دلکش نمونہ ہے۔

خلفای راشدین

بعد از انبیاء، بهترین اَنام خلیفهٔ پیغمبر ابوبکر صدیقؓ بود. چون ابوبکرؓ را به خلافت بیعت کردند، وی بر منبر شد و اندر میانِ خطبه گفت:

" به خدا که من بر امارت حریص نیستم و نبودم و هرگز روزی و شبی، ارادتِ آن بر دلَم گذَر نکرد و مَرا بدان رغبت نبود، و مَرا اندر آن رَاحت نیست."

امام اهلِ تحقیق و اندر بحرِ محبت غریق عمر خطابؓ بود. پیغمبر گفت: " حق بر زبان عمرؓ سخن گوید." از عمرؓ می آرند که گفت: عُزلَت، راحت بود از هم نشینان بد. عمرؓ از خواصِ رسولؐ و اندر حضرتِ حق به همهِ افعالش مقبول بود.

گوهر گنج حیا عثمان بن عفانؓ که وی را فضایل هُوید است. چُون غوغا بر درگاه وی مجتمع شد، غلامانش سلاح برداشتند، گفت: " هر که سلاح برنگیرد، از مالِ من آزاد است."

حسنؑ (بن علیؑ) گفت: " یا امیر المؤمنین! من بی فرمانِ تو شمشیر نتوانم کشید، و تو امامِ برحقی، مرا فرمان دِه تا بلایِ این قوم از تو دَفع کُنم." وی را گفت: " ای برادر زادهٔ من! بازگرد، و اندر خانهٔ خود بنشین تا فرمانِ خُداوند و تقدیر چه باشد، که ما را

به خُون ریختن حاجت نیست۔"

عم زادۂ مصطفٰی و مقتدای اولیاء ابوالحسن علی بن ابی طالب کرم اللّٰه وجہہ ، او را اندر این طریقت شأنی عظیم و درجه ای رفیع بود۔

سائلی را ، که از وی پُرسیده بود که پاکیزه ترین کسب ها چیست ؟ ، گفت : " غناءُ القلب بالله"۔ و هر دل که به خُدای تعالی توانگر باشد، نیستی دنیاوی را درویش نگرداند و هستی آن شادی نیاردش۔

(سید علی هجویریؒ)

فرهنگ

اَنام : لوگ،عوام الناس

ارادت : ارادہ ، خیال

هُوَیدا : واضح ، ظاہر ، روشن

مجتمع : جمع

دَفع کردن : دُور کرنا ، ہٹانا

مقتدا : پیشوا ، امام

کسب : پیشہ

نیستی : نہ ہونا ، عدم

امارت : حکومت ، اقتدار

بدان : (بہ + آن) اُس کی طرف

غوغا : ہنگامہ ، باغیوں/ بلوائیوں کا گروہ

سِلاح : ہتھیار ، اس کی جمع اَسلحہ ہے۔

عم زادِه : چچا کا بیٹا

رفیع : بلند و برتر

غِناءُ القَلب : دل کا غنی ہونا ، استغناء

هستی : ہونا ، وجود

تمرین

۱-

۱- داتا گنج بخشؒ کا پورا نام اوران کی مشہور کتاب کا نام بتایئے ؟

۲- ''بہترین اَنام بعد انبیاء'' کون ہیں ؟

۳- حضرت عثمانؓ نے حضرت امام حسنؑ سے کیا فرمایا تھا ؟

٤- ''غِناء القلب'' سے کیا مُراد ہے ؟

٥- سید علی ھجویریؒ کے حالاتِ زندگی اور علمی و روحانی خدمات پر اُردو میں مختصر نوٹ لکھیے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے واحد لکھیے۔

افعال ، انبیاء ، فضائل ، اولیاء ، اسلحہ

۲- مندرجہ ذیل مُرکبات کون سی قسم ہیں ؟

بہترین انام ، امامِ اہلِ تحقیق ، غلامانش ، فرمانِ خداوند ، مُقتدای اولیاء

فَرُخی سیستانی

علی نام، ابوالحسن کنیت اور فرخی تخلص تھا۔ ۳۷۰ ہجری قمری کے لگ بھگ سیستان جیسے دور افتادہ اور پسماندہ علاقے میں پیدا ہوا۔ فرخی کا باپ جولوغ ، سیستان کے امیر خلف بانو کا غلام تھا۔ فرخی کو بچپن ہی سے شعرو شاعری کا شوق تھا۔ پہلے پہل وہ سلسلۂ چغانیاں کے امیر ابوالمظفر کے دربار سے وابستہ رہا۔ بعد میں سلطان مسعود غزنوی کے دربار سے بھی وابستہ رہا۔ اُسے تین بار ہندوستان کے سفر کا موقع ملا۔ ۴۲۹ھ/۱۰۳۷ء میں وفات پائی۔

فرخی ، غزنوی دور کے اہم ترین شاعروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس دور میں قصیدہ مقبول ترین صنف سخن تھی۔ فرخی کی بنیادی وجہ شہرت بھی قصیدہ سرائی ہی ہے۔

قصیدہ لفظِ قصد سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے ارادہ یا توجہ کرنا۔ چونکہ یہ شاعری بادشاہوں کی مداحی کر کے انعام و اکرام حاصل کرنے کے ارادے سے کی جاتی تھی، اس لیے اِس کا نام قصیدہ پڑ گیا۔ عموماً اس صنف کے یہ اجزا ہوتے ہیں :

۱- تشبیب یا نسیب : اِسے تغزل بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں مناظر فطرت، معاملات عشق و محبت یا محافلِ عیش و نشاط کا بیان ہوتا ہے۔ یہ بہت ہلکی پھلکی، تر و تازہ اور فرحت بخش قسم کی شاعری ہوتی ہے۔

۲- گُریز یا مخلص :اِس حصے میں شاعر تمہیدی اور غیر متعلق شاعری سے بڑے تعجب انگیز انداز میں اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ موضوع کی تبدیلی کا یہ عمل جتنا غیر محسوس طریقے سے ہو ، اُتنا ہی زیادہ متاثر کن ہوتا ہے۔

۳- مدح : یہ قصیدے کا بنیادی یا مرکزی حصہ ہے۔ اس میں بادشاہ ، شاہزادے ، وزیر یا امیر کی توصیف و ستائش کی جاتی ہے۔ مبالغہ آمیز انداز میں اس کی قابلیت ،شجاعت اور سخاوت کی تعریف کی

جاتی ہے۔ دربار، شکار اور جنگی فتوحات کا ذِکر بھی ہوتا ہے۔

٤- مدّ عایا تقاضا : اس حصے میں شاعر اپنی بدحالی کا ذکر کرتا ہے اور انعام واکرام کا تقاضا کرتا ہے۔

٥- دعا : یہ قصیدے کا اختتامی حصہ ہوتا ہے۔اس میں ممدوح کو طویل عمر، طویل دورِ حکومت اور صحت و سلامتی کی دُعائیں دی جاتی ہیں۔

فارسی میں مدحیہ قصائد کے علاوہ دینی و مذہبی اور اخلاقی و عرفانی موضوعات پر بھی قصیدے لکھے گئے ہیں۔ قصیدہ نگاری میں رودکی ، فرخی ، عنصری ، منوچہری ، انوری ، خاقانی ، ظہیر فاریابی ، امیر خسرو، سنائی ، عطّار ، سعدی ، جامی ، عرفی ، فیضی ، نظیری ، طالب آملی ، بیدل ، غالب اور قاآنی کے نام نمایاں ہیں۔

قصیدے میں فرّخی کا اندازِ بیان سادہ ، رواں ، رنگین اور شیریں ہے۔اس کے قصائد کی تشابیب بہت دلآویز ہیں۔ان میں انتہائی خُوبصورت منظر نگاری کی گئی ہے۔فرّخی کے کچھ قصیدے بہت مشہور ہیں۔ سُومنات کی فتح پر لِکھا جانے والا قصیدہ اُس کے فکر و فن کا شاہکار مانا جاتا ہے۔فتحِ کشمیر کا تہنیتی قصیدہ بھی بے مثال ہے۔ایسے قصائد، برصغیر کی اسلامی تاریخ کا اہم مأخذ بھی ہیں اور کئی مؤرخین نے ان سے استفادہ کیا ہے۔

فرّخی نے قصیدے کی شکل میں ، سُلطان محمود غزنوی کا جو مرثیہ لکھا ہے ، وہ انسانی جذبات کا بہترین عکّاس ہے۔اس کا ایک ایک لفظ غم و اندوہ میں ڈوبا ہوا ہے۔لب و لہجے میں سچا درد اور شدّت اخلاص موجزن ہے۔

فرّخی کا قصیدہ ''داغگاہ'' بھی فارسی کے بہترین قصائد میں شمار ہوتا ہے۔اس میں فرّخی کا فن درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ جمالِ فطرت کی منظر نگاری میں یہ قصیدہ بے مثال ہے۔اس کی تشبیب میں سے کچھ اشعار نصاب میں شامل کیے جارہے ہیں۔

در وصفِ داغگاه

چُون پَرَندِ نیلگُون بر رُوی پُوشد مَرغزار
پرنیانِ هفت رنگ اَندر سَر آرَد کوُهسار

خاك را چون نافِ آهُو مُشک زایَد بی قیاس
بیِد را چُون پَرِ طُوطی بَرگ رُویَد بی شمار

دُوش ، وقتِ نیم شب ، بُوی بهار آورد، باد
حَبَّذا بادِ شِمال و خُرَّمَا بُویِ بهار

سَبزِه اندر سَبزِه بینی چُون سپهر اندر سپهر
خیمهِ اندر خیمهِ بینی چُون حصار اندر حصار

رُویِ هامُون سَبز چُون گردُونِ ناپیدا کران
رُویِ صَحرا ساده چُون دَریایِ ناپیدا کنار

(فرخی سیستانی)

فرهنگ

در وَصْف : کی تعریف میں
پَرَند : ریشم، سادہ ریشمی کپڑا
نیلگون : (نیل+گون) نیلے رنگ کا
مرغزار : (مرغ+زار) سبزہ زار، چمن زار
پَرنیان : منقش ریشمی کپڑا
کوهسار : (کوہ+سار) پہاڑی علاقہ، پہاڑ
زایَد : (زائیدن مصدر : پیدا ہونا) پیدا ہوتا ہے۔
بیقیاس : بے حساب، بہت زیادہ
رُویَد : روئیدن مصدر : اُگنا) اُگتا ہے۔
دُوش : گذشتہ رات
حَبَّذا : کلمۂ تحسین ومسرت ، واہ واہ
بادِ شِمال : شِمال کی ہوا، بہار کی خوشگوار ہوا
خُرَّما : کلمۂ تحسین ومسرت ، واہ واہ
سپہر : آسمان

حِصار : دیوار ، فصیل ، قلعہ
ھامُون : وسیع و عریض میدان ، جنگل

گردُون : آسمان
کران : کنارا ، سرا

دریا : سمندر
ناپیدا : جو ظاہر نہ ہو ، دکھائی نہ دینے والا

داغگاہ : وہ جگہ جہاں شاہی گھوڑوں کو بطورِ نشان داغا جاتا تھا۔

مُشک : ایک خوشبودار مادّہ ، جو ایک خاص نسل کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔

بید : لمبی اور سیدھی شاخوں والا ایک پودا ، جس پر پھول یا پھل نہیں آتے۔ عام طور پر مرطوب جگہوں پر اُگتا ہے۔

تمرین

۱- قصیدہ کیا ہوتا ہے ؟ فارسی قصیدے کے اہم شاعروں کے نام لکھیے ؟

۲- '' پرندِ نیلگوں '' اور '' پرنیان ہفت رنگ '' سے کیا مراد ہے ؟

۳- دُوسرے شعر کے پہلے مصرعے کا مطلب واضح کیجیے ؟

٤- سبق میں آنے والے مرکبِ اضافی اور مرکبِ توصیفی الگ الگ لکھیے ؟

٥- سبق میں آنے والے استعارات اور تشبیہات الگ الگ کیجیے ؟

۲-

۱- نیلگوں (نیل+گون)، مرغزار (مرغ+زار) اور کوہسار (کوہ+سار) جیسے پانچ پانچ الفاظ لکھیے؟

۲- بیقیاس (بی+قیاس) اور ناپیدا (نا+پیدا) جیسے پانچ پانچ الفاظ تحریر کیجیے ؟

۳- فرّخی سیستانی کی شاعرانہ صلاحیتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

امام غزالیؒ

حُجتُ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالیؒ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں ایران کے قدیم شہر طوس میں پیدا ہوئے۔ دینی اور ادبی علوم اپنے والد کے ایک دوست ابو حامد احمد رادکانی سے سیکھے۔ مزید تحصیل علم کے لیے نیشاپور گئے اور امام الحرَمین ابوالمعالی جوینی سے فیض اُٹھایا۔ فارغ التحصیل ہو کر ۴۸۴ھ میں مشہور سلجوقی وزیر نظام ُالملک طُوسی کے قائم کردہ مدرسۂ نظامیہ بغداد میں مُدرس ہو گئے۔ چالیس برس کے تھے کہ حج کی سعادت حاصل کی۔ دس سال تک اسلامی ممالک کی سیاحت کی اور پھر وطن لوٹ آئے۔ کافی عرصہ مدرسۂ نظامیہ نیشاپور میں تدریس کرتے رہے۔ شروع میں وہ منطق و فلسفہ جیسے عقلی عُلوم کے زیرِ اثر زاہدِ خشک تھے۔ بعد میں اللہ نے انہیں معرفت کی روشنی عطا فرمائی اور وہ بہت بڑے صوفی بن گئے۔ اُن کی ساری زندگی باطل عقائد کی تردید میں صرف ہوئی۔

انہوں نے کردار سازی کی ضرورت پر زور دیا۔ اسلامی تصوّف کو مقبولِ عام بنانے میں اُن کی کوششوں کا بڑا حصہ ہے۔ وہ آخری عمر میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ انہوں نے ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء میں وفات پائی۔

غزالی ، عالمِ اسلام کے جلیل القدر عالم دین اور عظیم المرتبت صُوفی دانشور ہیں۔ انہوں نے مختلف اسلامی موضوعات پر، عربی اور فارسی میں تقریباً ستّر کتابیں لکھیں۔ ان کی مشہور کتاب '' کیمیائے سعادت '' ہے، جو ان کی شہرۂ آفاق عربی کتاب '' احیاء العُلُوم '' کا فارسی خلاصہ ہے۔

سُلطان سنجر سلجوقی جیسے صاحبِ جاہ و جلال بادشاہ کے نام آپ کا ایک خط آپ کی عظمتِ کردار کا آئینہ دار ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کلمۂ حق کہنے کو فرضِ عین جانتے تھے اور عوام ُالناس کے مسائل کو بہت دردمندی سے محسوس کرتے تھے۔

نامۂ امام محمد غزالی به سلطان سنجر سلجوقی

ایزد تعالٰی ملکِ اسلام را از مملکتِ دنیا برخوردار کُناد و آنگاه در آخرت پادشاهی ای دهاد که پادشاهی روی زمین در وی حقیر و مختصر گردد !

همت بُلند دار! چنان که اقبال و دولت و نَسَبَت بلند است و از خدای تعالیٰ جز به پادشاهی جاویدان قناعت مکن.

رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم می فرماید: "یک روزه عدل از سلطان عادل، فاضل تر است از عبادت شصت سالهٔ و امروز به حدّی رسیده است که عدلِ یک ساعت، برابرِ عبادتِ صد سال است.

بر مردمانِ طُوس رحمتی کُن که ظلم بسیار کشیده اند، و غلّه به سرما و بی آبی تباه شده، و درخت های صد ساله از اصل خُشک شده، و هر روستائی را هیچ نمانده مگر پُوستینی و مُشتی عیالِ گرسنه و برهنه، و اگر از ایشان چیزی خواهد همگنان بگریزند و درمیان کُوه ها هلاك شوند.

این داعی، بدان که پنجاه و سه سال عُمر بگذشت. چهل سال در دریای عُلُومِ دین غوّاصی کرد تا به جائی رسید که سُخن وی از اندازهٔ فهمِ بیشتر اهلِ روزگار در گذشت. در علوم دینی نزدیک هفتاد کتاب کرد. پس دنیا را چنان که بود، بدید و به جملگی بینداخت. و مدتی در بیت مدنی در بیت المقدس و مکه قیام کرد و بر سرمشهد ابراهیم صلواة اللّه علیه عهد کرد که پیش هیچ سلطان نرود و مال سلطان و مناظره و تعصب نکند، و دوازده سال بدین عهد وفا کرد! اکنون شنیدم که از مجلسِ عالی اشارتی رفته است به حاضر آمدن، فرمان رابه مشهدِ رضاؑ آمدم، و نگاهداشت عهدِ خلیلؑ رابه لشکرگاه نیآمدم!

ایزد تعالیٰ بر زبان و دِل عزیز آن را ناد که فردا در قیامت از آن خجل نباشد و امروز اسلام را از آن ضَعف و شکستگی نباشد!

(امام غزالیؒ)

فرہنگ

ایزد : اللہ

کناد : کرے (دعائیہ) [کُن+اد]

نَسَب : خاندان

بی آبی : خشک سالی

همگنان : تمام ، سب

به جملگی : مکمل طور پر

ضعف : کمزوری

پُوستین : چمڑے کا لباس ، عام لباس مراد ہے۔

مُشتی : (مُشت+ی) مٹھی بھر ، کچھ

عیال : اہل خانہ ، بیوی بچے

داعی : دعوت دینے والا ، خود مصنف مراد ہے۔

فرمان را : فرمان کے تحت ، حکم کی تعمیل میں

ملک اسلام : بادشاہِ اسلام

اقبال : بخت

فاضل تَر : افضل

روستائی : دیہاتی

غواصی کردن : غوطہ لگانا

نگہداشت : حفاظت

تمرین

۱-

۱- خط کے شروع میں کیا دُعا دی گئی ہے ؟

۲- عدل و انصاف کی کیا اہمیت بیان کی گئی ہے ؟

۳- امام غزالیؒ نے بادشاہ سے کن لوگوں کی سفارش کی ہے ؟

٤- امام غزالیؒ نے حضرت ابراہیمؑ کے مزار پر کیا عہد کیا تھا ؟

٥- مشہدِ امام رضاؑ کہاں واقع ہے ؟

۲-

۱- گناد ، دہاد اور راناد جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۲- مندرجہ ذیل افعال پہچانیے، مصادر اور صیغے بھی بتائیے :

قناعت مکن ، رسیدہ است ، کشیدہ اند ، نیامدم ، شنیدم

۳- امام غزالیؒ اور ان کی دینی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

مسعود سعد سلمان لاہوری

برصغیر کے عظیم فارسی شاعر مسعود بن سلمان ٤٤٠ھ کے لگ بھگ لاہور میں پیدا ہوئے۔ اُن کے آباء و اجداد ایران کے شہر ہمدان سے آئے تھے۔ انہوں نے مُروجہ علُوم و فنُون میں کمال حاصل کیا۔ اُس زمانے میں، موجودہ پاکستان غزنوی سلطنت کا حصہ تھا۔ چنانچہ وہ غزنوی دربار سے وابستہ ہوئے۔ سُلطان ابراہیم غزنوی (٤٥١-٤٩٢ھ) نے حاسدین کے اُکسانے پر، اپنے باغی بیٹے سیف الدولہ سے دوستی کی بنا پر مسعود کو قید کر دیا۔

اُنہوں نے اپنی عُمر کے اٹھارہ سال مختلف قید خانوں میں کاٹے اور قید تنہائی کی اذیت سہی۔ اُنہیں ٥٠٠ھ میں رہائی ملی اور وہ غزنی کی شاہی لائبریری کے انچارج مقرر ہوئے۔ ٥١٥ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔

ان کا شمار برِصغیر کے قدیم ترین اور عظیم ترین قصیدہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ قید و بند میں کی جانے والی شاعری ''حبسیہ'' کہلاتی ہے۔ حبسیہ نگاری میں وہ آج تک حرفِ آخر سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے قصیدے کو مدح، تاثر، خوش مزہ

چاپلوسی کے بجائے ، اپنے احساسات وجذبات کی ترجمانی کے لیے استعمال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا کلام سادہ و رواں بھی ہے اور منفرد بھی۔ ان کی شاعری میں اخلاقی موضوعات بھی کثرت سے ملتے ہیں انہوں نے ''بارہ ماہہ -'' جیسی خالص ہندوستانی صنف سخن کو پہلی بار فارسی میں رائج کیا۔ فارسی کا پہلا معلومہ ''شہرآشوب'' اور پہلا '' مستزاد '' بھی انہی سے منسوب ہے۔

مسعود سعد سلمان کی شاعری فصاحت و بلاغت کا حسین نمونہ ہے۔ اخلاص، سادگی اور درد و سوز کی فراوانی اُن کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ انہیں یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ اُن کا دیوان، فارسی کے عظیم صوفی شاعر حکیم سنائی غزنویؒ نے مرتب کیا۔

زیرِ نظر قصیدے میں انہوں نے اپنا دُکھ درد بیان کیا ہے اور دامنِ امید بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اخلاقی نکات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور زمانے کا مردانگی سے مقابلہ کرنے کا درس بھی دیا ہے۔

اُوگرامی تراست ، کُو داناست

این چُنین رنج کز زمانه مَراست — هیچ دانی که در زمانه کراست؟
اَی تن ! آرام گیر و صبر گزین — که هر امروز را زِ پس ، فرداست
همه از آدمیم ما ، لیکن — اُو گرامی تراست ، کُو داناست
گرچه پیوسته شعر گویم من — عادتِ من ، نه عادت شعرَأست
نه طمع کرده ام ز کیسهٔ کس — نه تقاضاست شعر من ، نه هجاست
همچو ما ، روزگار مخلوق است — گِلِه کردن زِ رُوزگار چراست
گِلِه از هیچ کس نباید کرد — کز تنِ ماست آنچه بر تنِ ماست
صَعب باشد پس هر آسانی — نشنیدی که خار با خُرماست

مَکَرمَت کُن که بگذرَد همه چیز
مکرمت پایدار در دُنیاست

(مسعود سعد سلمان)

فرهنگ

کُو : ''کہ اُو'' کا مخفف، کون، کوئی
کز : '' کہ از '' کا مخفف، کسِ سے
کرا : '''' کہ را '' کا مخفف، کس کو/کس کے لیے؟
پیوسته : ہمیشہ
کیسه : تھیلی ، جیب
تقاضا : مطالبہ ، درخواست
هَجَا : ہجو ، مذمت
صعَب : مُشکل، پریشانی، تکلیف
خُرما : کھجور
مَکرَمت : لطف وکرم، عفوودرگذر
گیر : گرفتن مصدر : پکڑنا ، اختیار کرنا - فعل امر : اختیار کر
گزین : گزیدن مصدر : چُننا ، انتخاب کرنا - فعل امر: انتخاب کر

تمرین

۱-

۱ - دُوسرے شعر میں شاعر نے اپنے آپ کو کیا نصیحت کی ہے ؟

۲ - شاعر کے نزدیک معیارِ فضیلت کیا ہے ؟

۳ - آخری شعر میں شاعر نے کیا نصیحت کی ہے ؟

٤ - '' کزتنِ ماست ، آنچه برتنِ ماست '' سے کیا مراد ہے ؟

٥ - مسعُود سعد سلمان کی شاعری پر تبصرہ کیجیے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع بنائیے ؟

رنج ، تن ، شعر ، کیسہ ، خار

۲- مندرجہ ذیل افعال امر کیسے بنے ؟ ان سے فعلِ نہی بنائیے ؟

گیر ، گزین ، کُن

۳- '' کردہ ام '' کون سا فعل ہے ؟ گفتن مصدر سے اس فعل کی گردان لکھیے ؟

سَدِیدُالدین محمد عوفی

یقینی سالِ ولادت معلوم نہیں۔ ۵٦۷ سے ۵۷۲ ھ کے درمیانی عرصے میں بخارا میں پیدا ہوئے۔صحابیِ رسولؐ حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کی اولاد میں سے تھے۔اسی لیے''عوفی'' کہلائے۔

بخارا کے نامور علماء سے تعلیم حاصل کی۔ ۵۹۷ھ میں کسبِ مُعاش کے لیے وطن سے نکل کھڑے ہوئے۔مختلف درباروں میں ملازمتیں کیں۔سمرقند ، خوارزم ، نیشاپور اور سجستان میں بھی رہے۔بعد میں برِصغیر پاک و ہند چلے آئے اور حاکمِ سندھ ناصر الدین قباچہ کے دربار میں رہے۔ سالِ وفات بھی معلوم نہیں، البتہ یہ طے ہے کہ ٦۳۰ھ تک ضرور زندہ رہے۔

عوفی ، فارسی کے اہم ترین نثر نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔اُن کی کتاب '' لبابُ الالباب '' فارسی شعراء کا پہلا تذکرہ ہے۔اس کی زبان قدرے مشکل ہے۔ان کی دوسری اہم کتاب کا نام '' جَوامعُ الحکایات '' و لَوامعُ الرّوایات ہے۔ اِسے اُن کا شاہکار کہنا چاہیے۔ یہ کتاب ، فارسی نثر کی بہترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔اس کا اسلوب نگارش بہت سادہ اور رواں ہے۔

عوفی کی دونوں کتابیں،تاریخی حوالے سے بھی بہت اہم ہیں۔جوامع الحکایات کا مختصر انتخاب شاملِ نصاب کیا جارہا ہے۔

جوامع الحکایات

روزی ، انوشیروان به شکار رفته بود، و در آن صحرا پیری را دید که درخت جوز می نشاند. گفت : " ای پیر ! چه می کُنی ؟ "
گفت : " درخت جوز می کارم ! " انوشیروان گفت : " تو مردی پیری ، چه طمع می داری که بر این بخوری. " گفت : " کَسان کِشتند و خوردیم ، کاریم و خورند ! "
انوشیروان را خوش آمد و گفت : " زِه ! "
و عادت نوشیروان آن بُودی که از هر کس که سُخَنی شنیدی و زِه گفتی ، او را ، در حال چهار هزار دِرَم صلت دادندی. پس پیر را چهار هزار دِرَم بدادند. پیر گفت : هیچکس دیدی که درخت کِشت و بر آن زود تر به وی رسید که به من ؟ " نو شیروان گفت : " زِه ! " اُو را چهار هزار دِرَم دیگر بدادند. پیر گفت : " به اثر نظر پادشاه ، این درخت من به یک سال دو بر آوردد. " نوشروان گفت : " زِه ! " و اُو را چهار هزار دِرَم دیگر بدادند. "

آورده اند که شهیدی شاعر روزی نشسته بود و کتابی می خواند. جاهلی به نزدِ او درآمد و سلام کرد و گفت : " خواجه تنها نشسته است " ! گفت : " تنها اکنون گشتم که تو آمدی ، از آن که به سَبَبِ تو از مطالعۀ کتاب باز ماندم " !

خواجه ای بود عظیم بخیل ، و غلامی داشت که به هزار دینار خریده بود ، و او به هزار درجه از خواجه بخیل تر بود. روزی خواجه گفت : " ای غلام ! نان بیاور و در ببند " ! غلام گفت : " ای خواجه بر زبانِ تو خطا رفت. واجب کردی که گفتی در ببند و نان بیاور که آن به حَزم نزدیکتر بودی. " خواجه این دقیقه از غلام بپسندید و او را آزاد کرد.

(سدیدالدین محمد عوفی)

فرهنگ

جوز : اخروٹ

کَسان : کَس کی جمع، دُوسرے لوگ

زِه : بہت خوب، واہ، آفرین

صِلَت : صلہ ، انعام

بَر : پھل

عظیم بخیل : بہت زیادہ کنجوس

واجب کردی : ضروری تھا، بہتر ہوتا

حَزم : احتیاط

دقیقه : نکتہ ، نازک بات

بر زبانِ تو خطا رفت : تیری زبان سے غلط بات نکل گئی۔

تمرین

۱-

۱- پہلی حکایت ہمیں کیا اخلاقی سبق سکھاتی ہے؟

۲- نوشیروان نے بوڑھے کو تین بار انعام کیوں دیا ؟

۳- شہیدی شاعر نے مطالعہ کتاب چُھوٹ جانے پر اپنے آپ کو تنہا کیوں کہا ؟

٤- کنجوس غلام نے اپنے کنجوس آقا سے کیا کہا ؟

٥- پہلی حکایت کو آسان فارسی میں لکھیے :

۲-

۱- مندرجہ ذیل افعال کون سے ہیں ؟

رفتہ بود ، می نشاند ، می کُنی ، خوردیم ، نشستہ است

۲- زودتر (زود+تر) جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۳- تیسری حکایت میں سے افعالِ اَمر کی نشاندہی کیجیے۔

نظامی گنجویؒ

حکیم جمال الدین ابومحمد الیاس نظامی کا سالِ ولادت ٥٣٦ھ ہے۔ شہر گنجہ کی نسبت سے گنجوی کہلائے۔ عالم وفاضل آدمی تھے۔ ہم عصر بادشاہ اور اُمَراء اُن کا احترام کرتے تھے۔ وہ عمر بھر شاہی درباروں سے پرہیز کرتے رہے، اور نیک نامی و پاکبازی کی زندگی گذار کر ٦١٤ھ میں انتقال کر گئے۔ ان کا مزار آزاد جمہوریہ آذربائیجان کے شہر گنجہ میں ہے۔

نظامی کی وجہ شہرت اُن کی پانچ مثنویاں ہیں جو ''خمسہٴ نظامی'' یا ''پنج گنج'' کے نام سے معروف ہیں۔ انہی مثنویوں کی بدولت انہیں فارسی ادب کا سب سے بڑا داستان سرا کہا جاتا ہے۔ ان کی مثنویوں کے نام یہ ہیں :

مخزن الاسرار ، خسرو و شیرین ، لیلیٰ ومجنون ، بہرام نامہ یا ہفت پیکر یا ہفت گنبد اور سکندر نامہ ، جس کے دو حصے ہیں : شرف نامہ اور اقبال نامہ۔

خمسہٴ نظامی کی تقلید میں امیر خسرو ،خواجو کرمانی ، مولانا جامیؒ فیضی اور عرفی جیسے عظیم شعراء نے مختلف مثنویاں لکھیں۔ ہر دور میں کئی نامور شعراء خمسہٴ نظامی کی تقلید میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔

نظامی کی مثنویوں میں خوبصورت مناظر ، دلچسپ مکالمے اور واقعات کا ڈرامائی اُتار چڑھاؤ ملتا ہے۔ اُن کی تشبیہات و استعارات میں سادگی اور رنگینی ہوتی ہے۔ انسانی جذبات و احساسات کی بھرپُور ترجمانی میں اُنہیں کمال حاصل ہے۔ بیان میں زور دلنشینی اور اثر آفرینی ہے۔

مثنوی کا لفظی مطلب دو دو یا جوڑا جوڑا ہے، چونکہ اس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں، اس لیے اسے مثنوی کہا جاتا ہے۔ یہ فارسی کی خاصی مقبول صنفِ سخن ہے اور عام طور پر کسی نظریے، واقعے یا کہانی کو نظم کرنے کے لیے

بہترین صنف ہے۔ جس مثنوی میں بادشاہوں کی تاریخ اور ان کی جنگوں کی داستانیں بیان کی جائیں، اسے رزمیہ مثنوی کہا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں فردوسی طوسی کی مثنوی شاہنامہ بہت معروف ہے۔ عشق ومحبت اور عیش ونشاط کی داستانوں پر مشتمل مثنوی بزمیہ کہلاتی ہے۔ بزمیہ مثنوی کے حوالے سے نظامی گنجوی کے علاوہ امیر خسرو ، کرمانی اور جامی کے نام بہت اہم ہیں۔

فلسفیانہ ، اخلاقی اور صوفیانہ موضوعات کی حامل مثنویوں میں سنائی ، عطار ، محمود شبستری ، سعدی ، اوحدی اور علامہ اقبال کی مثنویاں نمایاں ہیں۔

(۱)

پندها

صُحبتی جُوی کز نِکُو نامی
در تو آرَد نِکو سرانجامی
عیبِ یک هم نشست باشد و بس
کافگَنَد نامِ زشت بر صد کس
چُون رسد تنگی ای ز دورِ دو رنگ
راه بر دل فراخ دار ، نه تنگ
بس گِره گو کلیدِ پنهانی است
بس دُرُشتی که در وی آسانی است
هُنر آموز کز هُنرمندی
در گشائی کُنی ، نه در بندی

هــر کـــه ز آمــوختــن نــدارد نــنگ
دُر بـــر آرَد زِ آب و لـــعـــل از ســـنگ
وان کـــه دانـــــش نَبَــاشـدَش رُوزی
نـــنگ دارد زِ دانــــــش آمـــوزی

(هفت پیکر نظامی)

(۲)

تنها ماندنِ شیرین و زاری کردنِ وی

بـه تـنگ آمـد شبی از تنگ حالی
که بُـود آن شـب بـر او مـانـندِ سالی
گـرفتـه آسـمـان ، شب را در آغوش
شـده خـورشید را مشرق فـرامـوش
دلِ شیـریـن دران شـب خیـره مـاندِه
چـراغـش چـون دلِ شـب تیره ماندِه
زبـان بـکشاد و گفتـا : " ای زمـانـه !
شـب اسـت ایـن یـا بلای جـاودانـه ؟
چـــه اُفتـاد ؟ ای سپهـرِ لاجـوردی
کـه امشـب چُـون دگـر شبـها نگردی
شبـا ! امشـب جـوانـمردی بیـامـوز
مـرا ، یـا زُود کُـش ، یـا زُود شـو رُوز
نـه زیـن ظُـلـمـت همـی یا بَم اَمانی
نـــه از نُـورِ سَـحَـر بیـنـم نشـانـی
مـن آن شـمعم که در شب زنده داری
همـه شب می کُنم چُون شمع ، زاری
بـخـوان ، اَی مُـرغ ! اگـر داری زبـانـی
بـخـنـد ، اَی صبـح ! اگـر داری دهـانـی

(خسرو و شیرین نظامی)

فرھنگ

صحبت : دوستی ، ساتھ

نِکو نامی : نیک نامی

نکو سرانجام : اچھا انجام

ہم نشست : ساتھ بیٹھنے والا، دوست

زِشت : بُرا

دورِ دو رنگ : دوغلا زمانہ

دُرُشتی : سختی ، مصیبت

ننگ داشتن : شرمانا، عار محسوس کرنا

رُوزی : قسمت ، نصیب

خیرہ : حیران و پریشان

تیرِہ : تاریک

لاجوردی : نیلے رنگ کا

شب زندہ داری : رتجگا

دہان : مُنہ

بہ تنگ آمدن : تنگ آ جانا ، پریشانی اور بیزاری کی انتہا ہو جانا

تمرین

۱-

۱- بُری صُحبت کا کیا نقصان بیان کیا گیا ہے ؟

۲- علم و فن کا حصول کیوں ضروری ہے ؟

۳- تاریک رات کی تنہائی میں شیریں کی کیا کیفیات بتائی گئی ہیں ؟

٤- '' شدہ خورشید را مشرق فراموش '' سے کیا مراد ہے ؟

٥- سبق میں آنے والی تشبیہات کی وضاحت کیجیے۔

۲-

۱- ہم نشست (ہم+نشست) جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۲- مثنوی سے کیا مُراد ہے ؟ اہم فارسی مثنوی نگاروں کے نام لکھیے۔

۳- نظامی گنجویؒ کی شاعری پر تبصرہ کیجیے۔

مولانا جلالُ الدین رُومیؒ

آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا۔ ٦٠٤ ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد بن حسین تھا۔ جو سلطان العُلماء بہاء الدین وَلَد کے لقب سے مشہور تھے اور اپنے عہد کے عظیم علماء اور واعظین میں شمار ہوتے تھے۔ تصوّف وعرفان سے اُن کو گہرا لگاؤ تھا اور وہ شیخ نجم الدین کُبرٰی کے خُلفاء میں سے تھے۔

سلطان محمد قطب الدین خوارَزمشاہ کے ساتھ اختلاف رائے کی وجہ سے آپ نے وطن سے ہجرت کی، نیشاپور، بغداد اور دمشق گئے۔ فریضۂ حج ادا کیا۔ موجودہ تُرکی کے شہر قونیہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ مولانا جلال الدین رومی اس وقت بہت چھوٹے تھے۔

انہوں نے عقلی و نقلی علوم اپنے والد محترم سے پڑھے۔ والد کی وفات کے بعد اُن کے عزیز شاگرد شیخ بُرھان الدین محقق ترمذی سے کسبِ فیض کیا۔ دمشق اور حلب کے مدارس میں تعلیم مکمل کی اور دوسرے علماء اور فُقہا کی طرح درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالمِ دین، عظیم مُفتی اور مقبول ترین واعظ شمار ہونے لگے۔

٦٤٢ھ میں اُن کی زندگی کا اہم ترین واقعہ رونما ہوا۔ اُن کی ملاقات حضرت شمسُ الدین تبریزی جیسے صوفی باصفا و عارفِ کامل سے ہوئی اور آپ کی زندگی کا رُخ ہی بدل گیا۔ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ درس و وعظ کی مصروفیات ترک کر دیں، اور شب و روز شمس تبریزی کی محبت میں سرمست رہنے لگے۔

پیرومُرشد کی نظرِکرم کے طفیل روحانیت کے اعلیٰ ترین مراتب پر فائز ہوئے۔ ۶۷۲ھ میں ،قونیہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔تصوّف کا سلسلۂ مولویہ آپ ہی سے منسوب ہے۔

آپ فارسی کے عظیم ترین شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔فکری وفنی اعتبار سے آپ کا کلام غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔تقریباً ۲۶ ہزار اشعار پر مشتمل'' مثنوی معنوی '' آپ کی اہم ترین تخلیق ہے۔یہ اسلامی تصوّف پر سب سے جامع اور مؤثر ترین مثنوی ہے جس نے علامہ اقبال جیسے عظیم مفکر کو اتنا متاثر کیا کہ وہ اپنے آپ کو مولانا کا ادنیٰ عقیدت مند کہنے میں فخر محسوس کیا کرتے تھے۔

مثنوی معنوی کے چھ دفتر ہیں، جو ۶۵۸ ھ سے ۶۶۶ھ تک کے درمیانی عرصے میں مکمل ہوئے۔اس میں اخلاقی موضوعات بڑے دلنشین انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔تصوّف وعرفان کے نازک اور مُشکل مسائل کا بیان بھی انتہائی سادہ اور مؤثرانداز میں کیا گیا ہے۔سمجھانے کی غرض سے جابجا مثالیں اور دلچسپ حکایات دی گئی ہیں۔مثنوی کے مضامین میں روایتی تسلسل نہیں ہے۔ عام روش کے مطابق ابواب بھی نہیں بنائے گئے۔اسی لیے اس میں بناوٹ کا احساس نہیں ہوتا۔ بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے اور پڑھنے یاسُننے والے کے دل و دماغ میں گھر کرلیتی ہیں۔

مولانا رومؒ کی غزلوں اور رباعیوں کا دیوان ، دیوانِ شمس تبریزی کے نام سے مشہور ہے۔اس میں تقریباً ساٹھ ہزار ابیات ہیں۔ سادگی ، سلاست ، درد و سوز ، کیف ومستی اور بے مثال موسیقیت اُن کی غزلوں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

اُن کے ملفوظات کا مجموعہ '' فیہ مافیہ '' بھی بہت اہم ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ تصوّف کے بہت بڑے مُفکروں میں شمار ہوتے ہیں۔عالمِ اسلام کے علاوہ پُورے یورپ کے اربابِ دانش نے بھی آپ کی عظمتوں کوخراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

'' مثنوی معنوی '' میں سے ایک حکایت ''موسیٰ و شبان '' اس کتاب کے لیے منتخب کی گئی ہے۔اس حکایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیّت پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور دلوں میں موجزن اخلاص ومحبت کو پسند فرماتا ہے۔خدا رؤف ورحیم ہے اور مخلوق کی ناسمجھی سے صرفِ نظر کرتا ہے۔اس کہانی میں ضمناً انسانوں سے محبت واحترام سے پیش آنے کا درس بھی دیا گیا ہے۔

موسیٰ و شبان

دید موسیٰ یک شبانی را به راه
کو همی گفت: "ای خدا و ای الله

تو کجایی تا شوم من چاکرت
چارقت دوزم، کنم شانه سرت

دستکت بوسم، بمالم پایکت
وقتِ خواب آید، بِرُو بَم جایکت

گر تُرا بیماری ای آید به پیش
من تُرا غمخوار باشم همچو خویش

اَی خدایِ من، فدایَت جانِ من
جُمله فرزندان و خان و مانِ مَن

اَی فدایِ تو همه بُزهایِ من
اَی به یادت هَی هَی و هَیهایِ من"

زین نَمَط بیهوده می گفت آن شبان
گفت موسیٰ: با کِه اَستی اَی فلان"؟

گفت: "با آن کس که ما را آفرید
این زمین و چرخ از او آمد پدید"

گفت موسیٰ: "های، خیرِه سَر شُدی
خود مسلمان نا شُدِه، کافر شُدی

گر نَبَندی، زین سُخَن، تو حلق را
آتشی آید، بِسُوزَد خَلق را

گفت: "اَی موسیٰ! دهانم دُوختی
و ز پشیمانی، تو جانم سُوختی

جامه را بدرید و آهی کرد تفت
سر نهاد اندر بیابانی و رفت

وحی آمد سوی موسیٰ از خدا
"بندهٔ ما را چرا کردی جُدا؟

تو برای وصل کردن آمدی
نَی برایِ فَصل کردن آمدی

ما برون را نِنگریم و قال را
ما درون را بنگریم و حال را"

چُون که موسیٰ این عتاب از حق شنید
در بیابان از پیِ چوپان دوید

عاقبت، دریافت اُو را و بدید
گفت مُژده دِه که: "دستوری رسید

هیچ آدابی و ترتیبی مَجُوی
هرچه می خواهد دلِ تنگت، بگوی"!

(مثنوی معنوی)

فرہنگ

شَبان : گڈریا ، چرواہا
گُو : " کہو " کا مخفف
همی گفت : کہہ رہا تھا
چارُق : چرواہوں والا جوتا
بُزها : بکریاں
هی هی وهیها : ہانکنے کی آوازیں
زین نَمَط : اِسی طرح سے ، یوں
خیرِہ سر : دیوانہ ، پاگل
تَفت : گرم
وصل کردن : ملانا
فصل کردن : جُدا کرنا
برون : ظاہر
قال : گفتگو، ظاہر
درون : باطن
حال : کیفیت، نیّت، باطن
چوپان : چرواہا
مژدِہ دِہ : خوش خبری دینے والا (اسم فاعل)
دستور : حُکم ، فرمان ، اجازت
دستکَت : تیرے ننھے مُنے ہاتھ (دست+کِ تصغیر+اَت) تیرے پیارے پیارے ہاتھ
پایکت : تیرے ننھے مُنے پاؤں (پای+ک+ت) تیرے پیارے پیارے پاؤں

تمرین

۱-

۱- چرواہا کیا کہہ رہا تھا ؟
۲- حضرت موسیٰ نے اُس سے کیا کہا ؟
۳- حضرت موسیٰ پر کیا وحی آئی ؟
٤- آخری شعر کی تشریح لکھیے۔
٥- یہ اشعار کِس صنفِ سخن میں لکھے گئے ہیں ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے اجزا الگ الگ کیجیے اوران کے معانی لکھیے :

شبانی ، دستکت ، یادت ، کردی ، مجوی

۲- مندرجہ ذیل افعال کے مصادر اور مضارع لکھیے :

دوزم ، سوختی ، بدرید ، ننگریم ، مجوی

۳- مولانا جلال الدین رومیؒ پر ایک جامع نوٹ لکھیے۔

حَسَن سجزی دھلویؒ

آپ کا نام نجم الدین اور حسن تخلص تھا۔ نسبی لحاظ سے قریشی اور ہاشمی تھے۔ان کے آباء اجداد عرب سے بجستان اور پھر ہندوستان منتقل ہوئے۔ یہیں، ۶۵۲ھ میں، بدایوں میں حسن کی ولادت ہوئی۔ دہلی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ شہزادہ محمد اور سلطان علاء الدین خلجی کی ملازمت میں رہے۔ ۷۲۷ھ میں دہلی میں وفات پائی۔

حسن دہلوی اپنے عہد کے عظیم چشتی شیخِ طریقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے جاں نثار مرید اور حضرت امیر خسروؒ کے انتہائی عزیز دوست تھے۔آپ کی زیادہ شہرت اپنی سادہ اور اثر انگیز فارسی غزلوں کی وجہ سے ہے۔انہیں ''سعدی ہندوستان'' بھی کہا جاتا ہے۔

۷۰۷ھ سے ۷۲۲ھ تک وہ بکثرت اپنے پیرو مرشد کی محفل مبارک میں حاضر ہوتے رہے۔ جو کچھ سُنتے ، یاد رکھتے اور لکھ لیتے ۔یوں خواجہ نظام الدین اولیاء کا مجموعہ ملفوظات مُرتب ہوا۔جس کا نام ''فوائد الفواد'' ہے۔تصوف کی کتابوں میں اسے غیر معمولی اہمیّت حاصل ہے۔اس کا اندازِ تحریر، سادہ ، رواں اور شگفتہ ہے۔اس کتاب کے پانچ حصے ہیں اور یہ ۱۸۸ مجالس پر مشتمل ہے۔

سُخَنانِ خواجه نظام الدین اولیاءؒ

صدقه

فرمود که : " چُون در صدقه پنج شرط موجود شَوَد ، بی شک آن صدقه قُبول باشد. و از آن پنج شرط ، دو پیش از عطا است ، و دو در حالتِ عطا است ، و یکی بعد از عطا است. امّا آن دو شرط که پیش از عطا است ، یکی آن است که آنچه خواهد داد ، از وجهِ حلال باشد ، و دوم شرط آن که نیت کُنَد که به مردی صالح دهد ، به کسی که در وجهِ فساد خرج نَکُنَد. یعنی به اهلِ صلاح دهد. دوم شرط آن که خفیه دهد. و آن یک شرط که بعد از عطا است که آنچه دهد ، پیشِ کسی آن را بر زبان نیارد و ذکرِ آن نَکُنَد. "

دُعا

فرمود که : " بنده را وقتِ دُعا می باید که هیچ معصیّتی که کرده باشد ، پیشِ دل نیارد ، و نه هیچ طاعتی. زیرا که اگر پیش دل ، طاعتی آرَد ، آن عجب باشد و دعای مُعجِب مُستجاب نشود. و اگر معصیّتی پیش دل آرَد ، در ایقان دُعا سُستی آرَد. پس وقتِ دُعا نظرِ خاص بر رحمتِ حق می باید داشت. "

شیخ فرید الدین گنجِ شکرؒ

فرمود که : " شیخ الاسلام فرید الدین ترکِ خلق گرفت و دشت و بیابان اختیار کرد ، یعنی که در اجودهن ساکن گشت. با آن هم از آمد و شُدِ خلائق حد نَبُود. درِ خانقاه به قیاسِ نیم شبی یا کم و بیش ببستندی ، یعنی پیوسته باز بودی. هیچ کس به خدمتِ

ایشان نیامدی که او را چیزی نصیب نکردی۔"

بعد ازان فرمود که : " از بدرالدین اسحاق شنیدم که او گفت که من خادمِ محرم بودم ، و هر چه بودی با من بگفتی۔ در خلاء و ملاء یک سُخن بودی۔ هیچوقت مرا در خلاء سخن نگفتی و کاری نفرمودی که در ملاء عینِ آن نگفتی۔ یعنی ظاهر و باطن یک روش داشت۔ و این از عجائب روزگار است۔"

(حَسَن دهلویؒ)

فرهنگ

وجہِ فساد : غلط اور ناپسندیدہ کام

اہل صلاح : نیک لوگ

بہ انشراحِ دل : کُھلے اور ہلکے پُھلکے دل سے

عُجب : غرور و تکبر ، گھمنڈ

مُعجِب : مغرور

ایقان : یقین ، اعتماد

اجودھن : پاک پتن کا دوسرا نام

آمد و شد : آمد و رفت

بہ قیاس : تقریباً

پیوستہ : ہمیشہ

نصیب نکردی : عطا نہ فرماتے

خلاء : خلوت ، تنہائی

مَلاء : جَلوت ، محفل

وَجہ : چہرہ ، طریقہ ، فارسی میں رقم کے معنوں میں آتا ہے۔

وَجہِ حلال : حلال رزق ، جائز ذریعۂ آمدنی

تمرین

١- صدقے کی قبولیت کی پانچ شرائط کیا ہیں ؟

٢- '' اہل صلاح '' سے کیا مراد ہے ؟

٣- دُعا کرتے ہوئے کیا پیشِ نظر رہنا چاہیے ؟

٤- '' اجودھن '' کا موجودہ نام بتایئے ؟

٥- '' ملفوظات '' کسے کہتے ہیں ؟

٢-

١- مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

نیّت ، تواضع ، مُستجاب ، ھیچوقت ، روش

٢- مندرجہ ذیل الفاظ مضارع ہیں، ان کے مصادر لکھیے :

شود ، باشد ، دھد ، آرَد ، کُنَد

٣- مندرجہ ذیل افعال کو منفی بنایئے :

باشد ، آرد ، می یابد ، داشت ، گشت ، شنیدم

امیر خُسروؒ

۶۵۱ھ میں پٹیالی کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد، سیف الدین محمود وسط ایشیا سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ بچپن ہی میں باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے۔ پندرہ بیس برس کی عمر میں مروّجہ علُوم کی تحصیل مکمل کر لی۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں، سُلطانُ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بیعت کی۔ پیر اور مُرید میں بے پناہ ارادت و محبت تھی۔ سلاطینِ دہلی کے درباروں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔ ۷۲۵ھ میں وفات پائی اور پیرو مُرشد کے قدموں میں دفن ہوئے۔

امیر خسروؒ، برصغیر کے نامور ادیب، بے مثال شاعر، صاحب کمال، ماہرِ موسیقی، صوفی با صفا اور زندہ دل انسان تھے۔ ایسے لوگ کہیں صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ شاعری کے پانچ دیوان، دس مثنویاں اور نثر کی تین کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

قصیدہ ہو یا مثنوی، غزل ہو یا رُباعی، وہ تمام اصناف میں درجۂ اوّل کے شاعر تھے۔ ان کے عارفانہ و حکیمانہ قصیدے بہت اہم ہیں۔ مثنوی میں وہ نظامی گنجویؒ کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ خمسۂ نظامی کا جواب، اُن سے بہتر آج تک اور کسی نے نہیں لکھا۔ اُن سے منسُوب کئی پہیلیاں اور کہہ مُکرنیاں آج بھی اُن کی یاد کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

انہیں اپنی سرزمین سے عشق تھا۔ وہ تمام آداب و رسُوم اور مذہبی و علاقائی تہواروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اُن کے گیت اتنی صدیاں گزر جانے کے باوجود، آج بھی اُسی طرح تر و تازہ ہیں۔ نازک خیالی، جدّتِ فکر اور رفعتِ تخیل ان کے فارسی کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ وہ مشکل گوئی کی طرف کبھی مائل نہیں ہوئے۔

امیر خسروؒ کی غزلیں درد و سوز، ولولہ و سرمستی اور موسیقیّت سے لبریز ہیں، اور برصغیر کی محافل سماع میں آج تک سب سے زیادہ مقبول ہیں۔

غزل

غزل کا لفظی مطلب عورتوں کی باتیں یا عورتوں سے عشق و محبت کی باتیں کرنا ہے۔ شکاری کُتوں کے نرغے میں گھرے ہوئے ہرن کی دردناک آواز کو بھی غزل کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ شاعری بھی دردمند عاشق کی فریاد ہوتی ہے، اِس لیے اِسے بھی غزل کا نام دیا گیا۔ شروع میں غزل قصیدے کا حصہ ہوتی تھی اور قصیدے کی تشبیب میں ایسے موضوعات بیان کیے جاتے تھے بعد میں

غزل نے قصیدے سے الگ ہوکر ایک جُداگانہ صنفِ سُخن کی حیثیت اختیار کرلی۔غزل کی زبان بہت ملائم، نازک اور اثر انگیز ہوتی ہے۔

غزل کے اشعار کم از کم پانچ ضرور ہونے چاہیں۔ پندرہ یا سترہ اشعار سے زیادہ شعروں کی غزل پسند نہیں کی جاتی۔ اشعار کی تعداد عام طور پر طاق ہوتی ہے۔غزل کا پہلا شعر مطلع اور آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔ مقطع میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔

غزل میں پہلے شعر کے دونوں مصرے اور پھر ہر شعر کا دوسرا مصرع آپس میں ہم قافیہ وردیف ہوتے ہیں۔

فارسی غزل میں شہید بلخی، رابعہ خُضداری، سنائی، انوری، عطار، خاقانی ، رومی ، سعدی ، عراقی ، خواجو ، حافظ ، امیر خسرو ،حسن دہلوی ، جامی ، عرفی ، نظیری ، طالب ، کلیم ، صائب ، بیدل ، غالب ، اقبال اور سیمین جیسے شعراء نے شہرت پائی۔

امیر خسروؒ کی دو غزلیں شامل نصاب کی جارہی ہیں۔

غزلهایِ خُسروؒ

(۱)

اَبــر مــی بــارَد و مــن مــی شَوَم از یــار جُدا
چُــون کُــنَـم دل به چنین روز ، ز دلدار جُدا

اَبــر و بــاران و من و یــار ستــادِه بـه وداع
مــن جُدا گــریــه کُــنـان ، اَبر جُدا ، یار جُدا

سبزِه نوخیز و هوا خرّم و بُستان سرسبز
بــلـبلِ رُوی سِیَــه ، مــانــده زِ گــلـزار جُــدا

نــعـمتِ دیده نخواهم که بمانَد پس از این
مــانـدِه ، چُون دیده ، ازان نعمتِ دیدار جُدا

حُسنِ تو دیر نپاید ، چو ز خسرو رفتی
گل بسی دیر نمانَد ، چو شُد از خار جُدا

(۲)

خَبَرَم رسید اِمشب که نگار خواهی آمد
سَرِ مَن فَدایِ راهی که سوار خواهی آمد

هَمهِ آهُوانِ صحرا سرِ خود نهادِه برکف
بِه اُمید آن که رُوزی به شکار خواهی آمد

کششی که عشق دارَد ، نگُذارَدت بدین سان
به جنازِه گر نیَایی ، بِه مَزار خواهی آمد

بِه لبم رسیده جانم ، تو بِیا که زنده مانَم
پس ازان که من نمانَم ، بِه چه کار خواهی آمد

بِه یک آمَدَن ربودی دل و دین و جانِ خسرو
چِه شود اگر بدین سان دو سه بار خواهی آمد

فرهنگ

چُون کُنَم : کیسے کروں !
به وداع : رخصت ہونے کے لیے

نوخیز : تازہ اُگا ہوا
هَوا : ہوا ، موسم

خُرَّم : تروتازہ ، خوشگوار
دِیدِه : آنکھ

نِگار : محبوب
کَف : ہتھیلی

بدین سان : اِس طرح سے، یوں — جان به لب رسیدن : مرنے کے قریب ہونا

ربودن : چھین لے جانا، لُوٹ لینا — نَگُذارَدَت : (نہ+ گذارَد+ ت) تجھے نہیں چھوڑے گی

می بارد : (باریدن : برسنا) فعلِ حال ، برستا ہے، برس رہا ہے۔

سِتادِہ : (ایستادن : کھڑا ہونا) ایستادہ ، کھڑے ہیں۔

دِیری نپاید : (پائیدن : باقی رہنا) زیادہ دیر نہیں رہے گا۔

تمرین

۱-

۱- صنفِ غزل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

۲- شاعر نے پہلی غزل میں کیا کیفیت بیان کی ہے ؟

۳- ’’ بُلبُلِ رُوی سِیَہ ‘‘ اور ’’ گلزار ‘‘ سے کیا مراد ہے ؟

٤- دُوسری غزل کے مطلع کا مرکزی خیال کیا ہے ؟

٥- آپ کو ان غزلوں میں سے کون سا شعر زیادہ پسند آیا ہے ؟ اور کیوں ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل افعال کون سے ہیں ؟ مصادر اور معانی بھی لکھیے :

می بارد ، نخواھم ، خواھی آمد ، بیا ، ربودی

۲- جمع بنائیے :

اَبر ، سبزہ ، نعمت ، نگار ، جان

۳- امیر خُسروؒ کی ادبی اور ثقافتی خدمات پر جامع نوٹ لکھیے۔

ضیاءُ الدین نَخشَبی

شیخ ضیاء الدین نخشبی ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں سمرقند کے نواحی علاقے نخشب / نسف میں پیدا ہوئے۔ علوم وفنون کی تحصیل کے بعد عالمِ جوانی میں ہندوستان آ گئے اور بدایوں مقیم ہوئے۔ آپ نے پوری عمر گوشہ نشینی اور تصنیف و تالیف میں گذار دی۔ آپ حضرت شیخ فریدالدین ناگوری چشتیؒ کے مُرید تھے۔ اپنے معاصر شیخِ طریقت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بھی دلی عقیدت رکھتے تھے۔ ۷۵۱ ھ میں بدایوں میں ان کا انتقال ہوا۔

آپ کی تصانیف میں سے "طوطی نامہ" سنسکرت کی ایک کتاب کا سادہ و سلیس فارسی ترجمہ ہے اور سِلکُ السُلُوک اُن کی دلکش عارفانہ نثر کا شاہکار ہے۔ اس کا بنیادی موضوع تصوّف و اخلاق ہے۔ گلستانِ سعدی کی طرح انہوں نے بھی نثر میں جابجا اپنے شعروں کا برمحل استعمال کیا ہے، اِن سے نخشبی کی شاعرانہ صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ سِلکُ السلُوک، برِصغیر میں لِکھی جانے والی فارسی نثر کا عُمدہ نمونہ ہے۔

مُرواریدهایی از سِلکُ السُلُوک

- پیش از این مردمان بوده اند که از ذوق و شوق و طاعت و عبادت همه چیز داشتند و خود را چنان می نمودند که گویی هیچ ندارند. و در این ایام مردمان اند که از اینها هیچ ندارند و خود را چنان می نمایند که گویی همه چیز دارند.

- عزیزِ من ، امروز ، رُوزِ کار است. اما کدام کار ؟ کاری که تو را فردا کار آید. مسکین آدمی را عُمر اندك داده اند و حرص بسیار. آن اندك هر لحظه اندك تر می شود ، و آن بسیار هر لمحه بسیار تر می گردد. آدمی کارِ قیامت کَی کند ؟

- وقتی ، یکی از بزرگان درویشان ، پای دراز کرده بود و ژندهٔ خود را بالایِ آن افگنده، پیوند می کرد. هم در آن حالت ، یکی از خُلَفایِ آن دیار به دیدنِ او آمد او هیچ از سرِ حال خود نگشت و پای گِرد نیاورد. حاجبی که برابرِ خلیفه بود ، آغاز کرد :

" شیخ ! پای گِرد آر " ! شیخ هیچ نگفت و التفات نکرد. بارِ دوم گفت : " شیخ پای گِرد آر " ! گفت : " دیر باز است ، ما دست گِره آوَرده ایم ، اگر پای گِرد نیاریم ، روا باشد."

- در عالم ، هیچ کاری از آن شَنیع تر نیست که کسی ، باطنِ کسی تفرقه کند. ای برادر ! اگر می خواهی تو را همواره جمع باشد ، باطِن کسی تفرقه مکن.

- خاك حبشه را فرو بیختند ، ذرّه ای درد برآمد. خاكِ روم را فرو بیختند ، ذرّه ای عشق برآمد. خاكِ فارس را فرو بیختند ، ذرّه ای سُوز برآمد. از آن ذرّه درد ، بلالؓ را آفریدند و از آن ذرّه عشق ، صهیبؓ را ، و از آن ذرّهٔ سُوز ، سلمانؓ را.

(ضیاءُ نَخشبی)

فرهنگ

مُروارید : موتی

ژندِه : پھٹا پرانا لباس

پای گِرد نیاورد : اُس نے پاؤں نہ سمیٹے۔

دیر بازاست : کافی عرصہ ہوگیا ہے۔

شنیع : بُرا ، ناپسندیدہ

تفرقه کردن : پریشان / منتشر کرنا

فرو بیختند : چھانا گیا، انہوں نے چھانا

تمرین

۱-

۱ - ماضی اور حال کے لوگوں میں کیا فرق ہے ؟

۲ - درویش نے خلیفہ کی موجودگی میں پاؤں کیوں نہ سمیٹے ؟

۳- ناپسندیدہ ترین کام کون سا ہے ؟

٤- آخری پیراگراف میں کون کون سے صحابہؓ کا ذکر کیا گیا ہے ؟

٥- مصنّف کے خیال میں کون سا کام زیادہ اہم ہے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیے اور انہیں جُملوں میں استعمال کیجیے :

گویی ، کدام ، گی ، هموارہ ، گسی

۲- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے :

اندک ، آمد ، باطن ، آغاز ، شنیع تر

۳- سبق میں سے تمام افعالِ ماضی الگ نوٹ کیجیے۔

خواجہ حافظ شیرازیؒ

محمد نام ، شمس الدین لقب اور حافظ تخلّص تھا۔ان کے والد اصفہان سے ہجرت کر کے شیراز میں آ بسے تھے۔حافظ، شیراز میں ۷۲٦ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔

بچپن میں یتیمی کا داغ سہنا پڑا۔محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ علم بھی حاصل کرتے رہے۔حافظ اور قاری قرآن تھے۔اپنے عہد کے نامور عالم اور عارفِ کامل تھے۔مظفری سلسلے کے بادشاہ ان کی تعظیم وتکریم کرتے رہے۔زندگی بھر شیراز سے نہیں نکل سکے۔ ۷۹۱ھ میں شیراز میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حافظ ایران کے مقبول ترین شاعر ہیں۔انہیں ''لسانُ الغیب'' کہا جاتا ہے اور ان کے دیوان سے فال بھی نکالی جاتی ہے۔ان کی وجہِ شہرت اُن کی زندۂ جاوید غزلیں ہیں، جن کی بنا پر انہیں امامِ غزل کہا جاتا ہے۔حافظ کی غزل میں انسانی

زندگی کی تمام مسرّتیں اور دُکھ پُوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہیں۔ان کا کلام روحِ انسانی کا ترجمان ہے۔وہ درویش منش، آزاداور بے باک شخص تھے۔مکر و ریا ، جُھوٹ اور فریب سے انہیں نفرت تھی۔ان کی غزلوں میں ریاکاروں پر شدید تنقید ملتی ہے۔وہ صُلحِ کل اور وسیع الظرفی کے داعی ہیں۔ان کا کلام فکری اعتبار سے بھی نہایت پختہ ہے اور فنی لحاظ سے بھی بے مثال ہے۔

انہوں نے صوفیانہ مضامین کے بیان کے لیے مخصوص اصطلاحات کوفروغ دیا۔اُن کی رائج کردہ اصطلاحات آج تک فارسی غزل کا سرمایۂ جمال ہیں۔انہوں نے ہمیشہ شعری لطافت ونزاکت کوملحوظِ خاطر رکھا ہے۔

غزلیات حافظ

(۱)

یُوسُفِ گم گشتِه ، باز آید به کنعان ، غم مخور
کُلبۂ اَحزان شود ، روزی ، گُلستان ، غم مخور

دورِ گردون ، گردو روزی بر مُرادِ ما نَرفت
دائما یکسان نباشِد حالِ دوران ، غم مخور

در بیابان ، گر به شوقِ کعبه خواهی زد قَدم
سرزنشها گر کُنَد خارِ مغیلان ، غم مخور

گرچه منزل بس خطرناك است و مقصد بس بعید
هیچ راهی نیست کان را نیست پایان ، غم مخور

حافظا ، در کُنجِ فقر و خلوتِ شبهایِ تار
تا بُوَد وِردت دُعا و درسِ قرآن ، غم مخور

(۲)

دِل مـــی رَوَد زِ دَستَــم ، صـــاحبـدلان ، خـدا را
دردا کـــه رازِ پـنـهـــان خـواهـد شد آشـکـــارا

دو رُوزه مِـهـرِ گــردون ، افســانــه است و اَفسُـون
نِیـکـی بِـه جـایِ یـاران فُـرصـت شـمـار یـارا

آسـایـــشِ دوگیتـی تـفسیرِ این دو حـرف اسـت
بـــا دُوستـــان مُــروّت ، بـــا دُشـمـنـــان مُدارا

خُـوبـانِ پـارسـی گـو ، بخشـنـدگـانِ عُـمـر انـد
ســـاقــی ، بِـدِه بشـــارت پیـران پـــارســـا را

حـافظ به خود نپُوشید این خرقهٔ مَی آلـود
اَی شیـخِ پـــاکـدامـن ! مـعـذور دار مـــا را

(دیوان حافظ)

فرهنگ

باز آمَدَن : لوٹنا، واپس آنا

اَحزان : حُزن کی جمع، درد و غم

دائماً : ہمیشہ

بس : بسیار ، بہت

کان : "کہ آن" کا مُخَفَّف

حافظا : (حافظ+ا) اے حافظ

کُلبه : جھونپڑی

مُراد : خواہش ، آرزو

قَدَم زدن : چلنا

بعید : دُور

پایان : انجام ، اختتام

فقر : درویشی

خَلوَت : تنہائی
تار : تاریک

صاحبدل : اہل دل، دوست، محرمِ راز
دردا : کلمۂ افسوس، ہائے افسوس

آشکارا : ظاہر
مِہر : محبت

افسون : جادو ، فریب
فُرصت : موقع ، مہلت

گیتی : دُنیا ، جہان
مُدارا : نرمی ، مہربانی

خُوبان : خوب کی جمع، اچھے اور خوبصورت لوگ
پارسی گو : فارسی بولنے والے

کنعان : حضرت یوسفؑ کا وطن ، قدیم مصر کا ایک شہر

مغیلان : ببول کی طرح کا سخت کانٹے دار درخت ، عربی میں اسے اُم غِیلان کہا جاتا ہے۔

مَقصَد : جائے قصد ، فارسی میں منزل کے معنوں میں آتا ہے اور اردو میں مقصود کے معنوں میں۔

آسایش : آسودگی ، آرام وسکون ، آسودن سے حاصل مصدر

تمرین

۱ -

۱ - پہلی غزل کے مطلع میں کیا تلمیح ہے ؟

۲ - پہلی غزل کا مزاج مایُوس کُن ہے یا اُمید افزاء ہے ؟

۳ - حافظ نے دُعا اور درسِ قرآن کا ذِکر کس حوالے سے کیا ہے ؟

٤ - شاعر کے خیال میں دونوں جہانوں کی آسُودگی کِن دو باتوں میں ہے ؟

٥ - دُوسری غزل کے مقطع کی وضاحت کیجیے۔

۲-

۱- ""مخور"" فعل نہی ہے۔ گفتن ، نوشتن ، پُرسیدن ، خندیدن ، اور رفتن سے فعل نہی بنائیے۔

۲- ""بِدہ"" فعل امر ہے۔ سوال نمبر ۱ میں دیئے گئے مصادر سے فعلِ امر بنائیے۔

۳- فارسی غزل میں حافظ شیرازیؒ کا مقام کیا ہے ؟ تفصیل سے لکھیے۔

مولانا جامیؒ

نورالدین عبدالرحمٰن جامی ۸۱۷ھ میں ایران کے شہر، جام کے نواحی گاؤں خرجرد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ہرات کے مدرسۂ نظامیہ میں داخلہ لیا اور اُس زمانے کے بڑے بڑے علماء سے کسبِ فیض کیا۔ آپ نے سمرقند کے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ نقشبندی سلسلے کے معروف بزرگ خواجہ عبداللہ احرارؒ کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ تیموری حکمران آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ۸۹۸ھ میں ہرات (افغانستان) میں وفات پائی۔

مولانا جامی کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ فارسی اور عربی میں آپ کی تصانیف کی تعداد ۷۷ کے قریب ہے۔ دینی و صُوفیانہ موضوعات کے علاوہ آپ نے شاعری اور انشا پردازی میں بھی بے مثال شاہکار یادگار چھوڑی ہیں۔ جامیؒ کی مثنویاں، ایران میں ، نظامی گنجوی کی مثنویوں کے بعد سب سے زیادہ مقبول ہیں۔

سعدی شیرازیؒ کی گُلستان کی تقلید میں انہوں نے بہارستان کے نام سے ایک خوبصورت کتاب لکھی۔ یہ کتاب اپنے سادہ متوازن اسلوبِ نگارش کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں آٹھ ابواب ہیں۔ چھوٹی چھوٹی دلچسپ حکایات بیان کی گئی ہیں۔ ضمناً شعر بھی دیے گئے ہیں۔ صوفیاء اور شعراء کے بارے میں بھی عُمدہ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

گزیده ای از بهارستان

نابینایی، در شب تاریک، چراغی در دست و سبوی بر دوش، در راهی می رفت. فضولی به وی رسید وگفت ." ای نادان ! روز و شب پیشِ تو یکسان است و روشنی و تاریکی در چشم تو برابر ، این چراغ را فایده چیست ؟" نابینا بخندید و گفت : " این چراغ نه از بهرِ خود است ، از برایِ چُون تو کُور دلانِ بی خیرد است تا با من پهلو نزنند و سبوی مرا نشکنند ".

اَعرابی اِی شتری گم کرده سوگند خورد که چُون بیابد به یک درم بفروشد. چون شتر را یافت ، از سوگندِ خود پشیمان شد. گربه ای در گردنِ شتر آویخت و بانگ می زد که :"کِه می خَرَد شتری به یک دِرَم و گربه اِی به صد دِرَم ؟ امّا بی یکدیگر نمی فروشم ".

طبیبی را دیدند که هرگاه به گورستان رسیدی ، ردا در سرکشیدی. از سبب آنَش سؤال کردند. گفت : " از مُردگانِ این گورستان شرم می دارم. بر هر که می گذرم ضربتِ من خورده است و در هر که می نِگَرَم از شربتِ من مُرده ".

رُوباه را گفتند :" هیچ توانی که صد دینار بستانی و پیغامی به سگانِ دِه رسانی ؟" گفت : واللهِ مُزدی فراوان است ، امّا در این معامله خطرِ جان است".

رُوباه بچه ای با مادرِ خود گفت: "مرا حیله ای بیاموز که چُون به کشا کش سگ درمانم، خود را از او برهانم." گفت: "حیله فراوان است، امّا بهترین همه آن است که در خانهٔ خود بنشینی، نه اُو تُرا بیند و نه تو اُو را بینی".

(مولانا جامیؒ)

فرهنگ

گزیده : گزیدن مصدر، منتخب، انتخاب

فضولی : کوئی فضول/بیہودہ شخص

گُور دل : دل کا اندھا

سوگند : قسم

ردا : چادر

درسر کشیدی : سر/مُنہ ڈھانپ لینا

ضَربت : ضرب

هیچ توانی : کیا تیرے لیے ممکن ہے ؟

مُزدی : مزدُوری ، اُجرت

درمانم : (درماندن: عاجز آنا) میں بے بس ہو جاؤں۔

تمرین

۱-

۱- نابینا آدمی نے نادان شخص سے کیا کہا ؟

۲- اعرابی نے کیا قسم کھائی تھی ؟

۳- طبیب ، قبرستان کے پاس سے گذرتے ہوئے کیوں مُنہ ڈھانپ لیتا تھا ؟

٤- چوتھی حکایت کا مرکزی خیال بیان کیجیے۔

٥- لومڑی نے اپنے بچے کو کیا نصیحت کی ؟

۲ -

۱ - فارسی میں ترجمہ کیجیے :

مولانا جامیؒ ایران کے نامور شاعر، ادیب ، عالم اور صُوفی تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۷۷ کے قریب ہے۔ وہ بڑے زندہ دل آدمی تھے۔ ان کی مثنویاں ، نظامی گنجوی کی مثنویوں کے بعد ، سب سے زیادہ مقبول ہیں۔ انہوں نے گلستانِ سعدی کی تقلید میں ایک دلچسپ کتاب لکھی ، جس کا نام بہارستان ہے۔ یہ کتاب فارسی نثر کی تاریخ میں بہت اہم ہے۔ اس کا اُسلُوبِ نگارش سادہ ، متوازن اور شگفتہ ہے۔ مولانا جامیؒ نے ۸۹۸ ھ میں ، ہرات میں وفات پائی۔

نورالدین محمد جہانگیر

برصغیر پاک و ہند کا عظیم تیموری بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر، جلال الدین محمد اکبر کا بڑا بیٹا تھا۔ وہ ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا۔ باپ کی وفات کے بعد ۱۶۰۵ء میں اس کی تخت نشینی عمل میں آئی۔ اُس نے ۱۶۲۷ء تک نہایت عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ وہ فارسی اور ترکی زبانوں کا ماہر تھا۔ شعر گوئی اور شعر فہمی میں اعلیٰ ذوق کا مالک تھا۔ شعر و سخن کے بارے میں اس کا تنقیدی شعور بہت بلند تھا۔ اُسے خُوش نویسی اور مصوّری سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ وہ علم و ادب اور فنونِ لطیفہ کی سرپرستی کے حوالے سے بہت مشہور تھا۔

جہانگیر نے اپنے جدِّ اعلیٰ امیر تیمور اور پردادا ظہیر الدین محمد بابر کی طرح اپنی زندگی اور معاملات سلطنت کے بارے میں ، فارسی میں یادداشتیں لکھی ہیں جو " توزکِ جہانگیری " کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب دلکش فارسی نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔ برصغیر کی سیاسی، سماجی اور ثقافتی تاریخ کے حوالے سے بھی اِسے بہت اہمیت حاصل ہے۔ اِس کا شمار فارسی کی چند بہترین خودنوشت سوانح عمریوں میں ہوتا ہے۔

توزکِ جہانگیری کا اُسلوبِ بیان سادہ ، رواں ، واضح اور دلچسپ ہے۔ جذبات واحساسات کے بیان میں اُس کا خُلُوص اُسے ایک کامیاب ادیب بنانے کے لیے کافی ہے۔ وہ محض ایک نثر نگار ہی نہیں بلکہ ایک دیانت دار مؤرخ، مدبّر حکمران، تجربہ کار سپہ سالار ، باخبر منتظم اور اہلِ دل دانشور کے طور پر بھی سامنے آتا ہے۔

گزیده ای از توزكِ جهانگیری

پدَرَم را ، تا بیست و هشت سالگی فرزند نمی زیست. و همیشه جهت بقایِ فرزند به درویشان و گوشه نشینان التجا می بُردند.

چون خواجهٔ بزرگوار خواجه معین الدین چشتیؒ سرچشمهٔ اکثرِ اولیای ہند بودند ، به خاطر گذرانیدند که به جهتِ حُصُولِ این مطلب ، رُجوع به آستانهٔ متبرکهٔ ایشان نمایند. با خود قراردادند که اگر اللّٰه تعالیٰ پسری کرامت فرماید ، از آگره تا به درگاه ایشان پیادِه ، از رُویِ نیازِ تمام ، مُتوجّه گردم.

و در آن ایّام که والدِ بزرگوارم جُویای فرزند بُودند ، شیخ سلیم نام درویشی صاحبِ حالت ، در کُوهی مُتّصل به موضع سیکری به سر می بُرد. مردم آن نواحی به شیخ اعتقادِ تمام داشتند. چون پدرم به درویشان نیازمند بودند ، صحبتِ ایشان را نیز دریافتند. روزی از ایشان پُرسیدند که : "مَرا چند پسر خواهد شد ؟"

فرمودند : " بخشندهٔ بی منّت سه پسر به شما ارزانی خواهد داشت ! "

پدرم می فرمایند : " نَذر نمودم که فرزندِ اوّل را به دامنِ تربیت و توجهِ شما انداخته ، شفقت و مهربانی شما را حامی و حافظِ او سازم."

شیخ این معنی را قبول می فرمایند و به زبان می گذرانند : " مبارك باشد ! ما هم ایشان را همنامِ خود ساختیم ! "

والدهٔ مَرا به خانهٔ شیخ فرستادند تا ولادتِ من در آنجا واقع گردد. بعد از تولد ، مَرا سلطان سلیم نام نهادند. امّا من از زبان مبارك پدرِ خود هرگز نشنیدم که مَرا سُلطان سلیم یا محمد سلیم مخاطب ساخته باشند ، همه وقت " شیخو بابا " گفته ، سخن می کردند.

اوصافِ جمیلهٔ والدِ بزرگوارم از حدِّ توصیف و اندازهٔ تعریف افزون است. باوجود سلطنت ، خود را کمترین مخلوق از مخلوقات می دانستند. از یادِ حق لحظه ای غافل نبودند. صُلحِ کُل شیوهٔ مقررِ ایشان بود. بانیکان و خوبانِ هرطایفه و هر دین و آئین صحبت می داشتند ، و به هر کدام التفات ها می فرمودند. شبهای ایشان به بیداری می گذشت. در رُوزها بسیار کم خواب بودند.

بعد از جلوس ، اولین حُکمی که از من صادر گشت ، بستنِ زنجیرِ عدل بود که اگر مُتَصَدّیان دارُالعدالت در داد خواهی مظلومان اِهمال ورزند ، آن مظلومان خود را بدین زنجیر رسانیده ، سلسله جُنبان گردند ، تا صدایِ آن باعثِ آگاهی من گردد.

(نورالدین محمد جهانگیر)

فرهنگ

به خاطر گذراندن : دل میں سوچنا، خیال آنا

قراردادن : عہد کرنا

نیاز : عقیدت و احترام

منت : احسان

شیوه : طریقہ، عادت، معمول

متبرکه : بابرکت

کرامت فرمودن : عطافرمانا

صاحبِ حالت : صاحبِ حال، خدارسیده

نذر نمودن : منت ماننا

مقرر : طے شدہ ، ضروری

جُلوس : تخت نشینی   مُتصدّی : اہل کار ، ملازم

اِہمال : سُستی ، بے پروائی   ورزیدن : اختیار کرنا ، اپنانا

جُویا : (جُستن مصدر سے فعل امر : جُوی+ا) مُتلاشی

تمرین

۱-

۱- سوانح عمری اور خود نوشت سوانح عمری میں کیا فرق ہے ؟

۲- شہنشاہ اکبر نے کیا نذر مانی تھی ؟

۳- جہانگیر کا نام کس بزرگ کے نام پر رکھا گیا اور کیوں ؟

٤- جہانگیر نے اپنے باپ کی کیا صفات گنوائی ہیں ؟

٥- تخت نشینی کے بعد جہانگیر نے پہلا حکم کیا دیا تھا ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کو جُملوں میں استعمال کیجیے :

پیادِہ ، تولد ، نواحی ، بیداری ، آ گاہی

۲- مندرجہ الفاظ سے جمع بنائیے :

فرزند ، مطلب ، سخن ، طایفہ ، صدا

۳- جُویا (جوی+ا) اور جنبان (جنب+ان) جیسے پانچ پانچ الفاظ لکھیے۔

حضرت سَچَّل سرمستؒ

شیخ سَچَّل سرمستؒ از عارفان و شاعران بُزُرگِ پاکستان محسوب می شود. زادگاه وی روستایی است به نام " درازا " که در نواحی رانی پور در اُستان سند واقع است. نیاکانِ وی ، همه اهلِ علم و عرفان و شعر بودند. وی در مُحیطِ با صفایِ علمی و عرفانی پرورش یافت. پدر بُزُرگش میاں محمد حافظ نام داشت و از دوستانِ بسیار عزیزِ حضرت شاه عبداللطیف بتائی بود که بزرگترین شاعرِ عرفانيِ سِند بود. سَچَّل میاں محمد حافظ را خیلی دوست می داشت. روزی برای دیدار با دُوستش آمده بود ، وقتی که داشت مُرَخَّص می شد ، برای همۀ کودکانِ خانواده دست به دُعا شد و بعد اشاره اِی کرد به یک کُودکِ راستگو و گفت : " ما ، در این کودك ، آثارِ بُزُرگی را می بینیم " .

این کودكِ راستگو عبدالوهاب بود که بعدها به لقب " سَچَّل سرمست " معروف شد. سَچَّل ، در زبانِ سِندی مُعَادِل است با کلمۀ فارسی راستگو.

پدرِ عبدالوهاب ، میاں صلاح الدین در بچّگی فرزندش فوت کرد. عمِ عبدالوهاب که خواجه عبدالحق نام داشت ، سرپرستی وی را به عهده گرفت. عبدالوهابؒ دروغگویی را دُوست نداشت. در کودکی هم هیچوقت دروغ نمی گفت. همه او را سَچَّل می گفتند. سَچَّل ، قرآن را حفظ کرد. فارسی و عربی و علومِ اسلامی را نزدِ خواجه عبدالحقؒ آموخت. مُرید و خلیفۀ خواجه عبدالحقؒ نیز شد. خواجه عبدالحق دختر خود را به عقدِ سَچَّل آورَد.

سَچَّل سرمستؒ عارفی تنهائی گرا بود. به دشتها و جنگلها می رفت و ساعتها از منظره های زیبایِ طبیعی لذّت می بُرد. زندگی وی خیلی ساده و به دُور از هرگونه تجمُّل و تظاهُر بود. به فارسی ، اردو ، پنجابی ، سندی و سرائیکی شعر می سرود. به

همین علّت او را " شاعر هفت زبان " نیز می گویند. شعرِ وی از اخلاص و راستی و سادگی و دوستی سرشار است. لحنِ زیبایی هم داشت و اَغلَب شعرش را برایِ مردمِ عامّه خواند. مردم این نغمه های دِلکش آسمانی را می شنیدند و شیفتهٔ وی می شدند.

زمانِ وی ، دورهٔ انحطاط مسلمانانِ شبه قارهٔ پاکستان و هند بود. انگلیسیها کم کم داشتند در اینجا ریشهِ می گرفتند. اوضاع نا مُسَاعِد بود. منطقهٔ سِند هم از این نا امنی ایمن نبود. سَچَّل بود که در این تاریکیها مثلِ چراغی می درخشید و مردم را به صلح و آشتی و راستی دعوت می کرد. شعرِ وی پیامِ وحدت و دوستی است. وی انسان دوستِ بزرگ بود. می گفت انسانها باید برادرِ هم باشند ، به دیگران کمک کنند و باطنِ خود را بیارایند.

سرانجام ، این شاعرِ عارف در سال ۱۸۲۶ میلادی وفات یافت. مرقدِ وی در زادگاه وی است. مردمِ پاکستان وی را خیلی دوست دارند.

(دکتر معین نظامی)

فرهنگ

محسوب شدن : شمار ہونا

رُوستا : گاؤں

محیط : ماحول

مُرخص شدن : رخصت ہونا

گرائیدن : مائل ہونا، جھکاؤ رکھنا، گراید مضارع

زادگاه : (زاد+گاه) مقامِ ولادت

نیاکان : اَجداد

باصفا : پاکیزہ

معادل : برابر ، مترادف ، ہم معنی

تنهائی گرا : تنہائی پسند

لذت بُردن : لطف اندوز ہونا

تَظَاهُر : تکلف ، ریاکاری

لحنِ زیبا : اچھی/سریلی آواز

اِنحطاط : زوال

رِیشه گرفتن : جڑ پکڑنا ، قدم جمانا

نامساعد : ناسازگار

تجمل : شان و شوکت

به همین علت : اسی وجہ سے

شیفته : شیدائی، پرستار، عاشق

رِیشه : جڑ ، بنیاد

اوضاع : وضع : حالت کی جمع، حالات

ایمن : محفوظ

تمرین

۱-

۱- حضرت سچل سرمستؒ کہاں پیدا ہوئے ؟

۲- سچّل کا کیا مطلب ہے ؟ انہیں یہ لقب کیوں دیا گیا ؟

۳- انہیں '' شاعرِ ہفت زبان '' کیوں کہا جاتا ہے ؟

٤- ان کی شاعری کے اہم موضوعات کیا ہیں ؟

٥- وہ لوگوں میں کیوں مقبول تھے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل مُرکب کیا ہیں ؟

محیطِ باصفا ، کودکِ راستگو ، زندگیِ وی ، مرقدِ وی ، مردمِ پاکستان

۲- نیچے دیے گئے افعال کی شناخت کیجیے :

می شد ، می بینیم ، می خواند ، آمدہ بود ، آموخت

۳- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

ہمارے پیارے وطن پاکستان کے چار صوبے ہیں۔ ان میں سے ایک صوبے کا نام ''سندھ'' ہے۔ صوبۂ سندھ کا مرکزی شہر کراچی ہے۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے اور بہت بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔ یہ ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ کراچی کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کی عمارت بہت خوبصورت ہے۔ اس شہر میں کئی کارخانے، ہسپتال اور یونیورسٹیاں ہیں۔ یہ شہر پاکستان کا پہلا دارالحکومت بھی رہا ہے۔

مَلِکُ الشُعَراء بہار

مرزا محمد تقی بہار ١٣٠٤ھ / ١٨٨٦ء میں، مشہد مقدس میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محمد بن کاظم صُبُوری بھی نامور شاعر تھے۔ بہار فطری شاعر تھے۔ اپنی قادرالکلامی کی وجہ سے جوانی ہی میں مَلِکُ الشُعَراء کا خطاب حاصل کیا۔

مَلِکُ الشُعَراء بہار بہت ذہین اور باصلاحیت انسان تھے۔ انہوں نے محبِّ وطن شاعر کی حیثیت سے شہرت پائی۔ ایران میں تحریک جمہوریت چلی تو وہ بھی درباری زندگی چھوڑ چھاڑ کر سیاسی کارکنوں سے آ ملے اور اپنی شاعری بھی اسی نصبُ العین کے لیے وقف کر دی۔ اس سلسلے میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنی پڑیں۔ وہ کئی بار اسمبلی کے رُکن بھی منتخب ہوئے اور ملک و قوم کی اصلاح و ترقی کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔ تہران یونیورسٹی میں پروفیسر کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۱ء میں اُن کا انتقال ہوا۔

بہار، فکری و فنی اعتبار سے اپنے عہد کی توانا آواز تھے۔ انہوں نے تمام اصنافِ سخن پر طبع آزمائی کی اور ہر صنف میں اعلیٰ درجے کی تخلیقات یادگار چھوڑیں۔ وہ قدیم فارسی شاعری کی درخشاں روایت سے پوری طرح آگاہ تھے اور انہوں نے روایت سے اپنا سلسلہ مضبوطی سے برقرار رکھا۔ ان کی شاعری میں جدید ترین موضوعات بھی ملتے ہیں۔ سیاستدان، شاعر، صحافی اور ادیب

ہونے کے ساتھ ساتھ وہ شعلہ بیان مقرر اور وسیع النظر محقق بھی تھے۔

بہار کو اقبال سے بہت عقیدت اور پاکستان سے محبت تھی۔ پاکستان کے بارے میں انہوں نے ایک قصیدے میں اپنے دلی جذبات کا اظہار بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔

اسی قصیدے کا انتخاب اوران کی ایک منتخب غزل کے چند شعر دیے جارہے ہیں۔

دُرُود بر پاکستان

همیشه لُطفِ خُدا باد یارِ پاکستان
به کین مَباد فلک با دیارِ پاکستان

سَزَد کراچی و لاهور قُبۃُ الاسلام
که هست یاریِ اسلام کارِ پاکستان

زِ فیضِ سَعی و عمل، وز شُمُولِ علم و هُنر
فُزُون شَوَد همه رُوز اعتبارِ پاکستان

تَپَد چو طِفل زِ مادر جُدا، دلِ کشمیر
که سر ز شوق نهد در کنارِ پاکستان

چو مادری که زِ فرزندِ شیر خوار جُداست
نجاتِ کاشمر آمد شعارِ پاکستان

زِ ما درودِ فراوان به شیر مردانی
که کرده اند سرو جان نثار پاکستان

به رُوح پاكِ شهیدان که خُونِشان برخاك
کشید نقشهٔ پُر افتخارِ پاکستان

زِ مـــا درود بـــر آن رُوحِ پُــر فتــوحِ بــزرگ
جــنـــاح ، رهبــرِ والا تبــارِ پــاکستـــان
درود بـــاد بـــه رُوحِ مُـــطَهَــرِ اقبـــال
کــه بُـود حِـکـمتَــش آمـوزگــارِ پـاکستـان
همیشـه تــاکــه زِ گشـتِ زمین شب آید رُوز
بــه خــرمـی گُـذَرَد رُوزگــارِ پــاکستـان
به یـادگـار ، بـهار ایـن قـصیـده گفت و نوشت
هـمیشــه لُـطفِ خـدا بـاد یـارِ پـاکستـان

غزل

مـن نـگـویـم کـه مَـرا از قَـفَـس آزاد کُنید
قَـفَسم بُـردِه بـه بـاغـی و دلَـم شـاد کُـنید
یـادِ ایـن مُـرغِ گـرفتـار کُنید ، اَی مـرغـان
چُـون تـمـاشـایِ گُـل و لالـه و شـمشـاد کُنید
هـر کـه دارد زِ شـمـا ، مُرغ اسیری بـه قَفَـس
بُـرده در بـاغ و بـه یـادِ مَـنَـش آزاد کُنید
گـر شُـد از جـورِ شـمـا خـانـهٔ مُوری ویـران
خـانـهٔ خـویـش مـحـال است کـه آباد کُنید
کُـنج زندان شُد اگر ، هموطنان ! سهم بـهار
شـکـرِ آزادی ایـن کُـنجِ خُـدا داد کُـنید

(ملک الشعرای بهار)

فرھنگ

کین : کینہ ، دُشمنی ، انتقام

مَبَاد : (م+باد) نہ ہو، نہ رہے !

قُبّہ : گنبد

شُمُول : شامل ہونا

کنار : آغوش ، پہلو

کاشمر : کشمیر

شعار : نعرہ ، نصب العین

شیرمردان : بہادرلوگ

پُر افتخار : قابلِ فخر

پُرفتوح : کامیاب وکامران، آسودہ

مُطَہَر : پاکیزہ

گشت : گردش

خُرَّمی : خوشی ، خوشحالی

مُور : چیونٹی

سَہم : حصہ ، نصیب

باد : (بودن مصدر، بود مضارع، باد امر، دعائیہ) ہو ، رہے !

قُبۃُ الاسلام : اسلام کا گنبد، مراد ہے عظیم اسلامی مُلک

سَزَد : (سزیدن مصدر : سزاوار ہونا ، اچھا لگنا : مضارع) سزاوار ہے ، اہل ہے۔

والا تبار : اعلیٰ خاندان کے لوگ، مراد ہے عالی مقام

تَپَد : (تپیدن : تڑپنا، بے قرار ہونا : مضارع) تڑپتا ہے۔

تمرین

۱-

۱- شاعر نے کراچی اور لاہور کو کیا خطاب دیا ہے اور کیوں ؟

۲- کشمیر کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ؟

۳- شاعر نے علامہ اقبال کو کیوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے ؟

٤- ردیف اور قافیہ کیا ہوتا ہے ؟ سبق میں سے نشاندہی کیجیے۔

٥- ملک الشعراء بہار کے حالاتِ زندگی لکھیے، نیز اُن کے کلام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

۲-

۱- ''درود بر پاکستان'' کے چوتھے اور پانچویں شعر میں دی گئی تشبیہات کی وضاحت کیجیے۔

۲- ضمائرِ متصل کو ضمائرِ منفصل میں تبدیل کیجیے :

خونِشان ، حکمتش ، قَفَسم ، دلم

۳- مندرجہ ذیل الفاظ پر اِعراب لگائیے :

سعی ، شمول ، طفل ، مطہر ، ہموطنان

در کلاس

استاد : احمد ! چرا امروز دِیر آمدی ؟

احمد : معذرت می خواهم ، اُستاد ! تقریباً بیست دقیقه منتظرِ وسیله ای بودم.

اُستاد : حالا با چه وسیله آمدی ؟

احمد : متاسفانه هیچ چیزی پیدا نشد. پیاده آمدم.

اُستاد : معمولاً با چه وسیله می آئید ؟

احمد : آقا معمولاً با اتو بوس خطِ ۳۳ می آیم.

اُستاد : مگر منزل شما از دانشکده خیلی دور است ؟

احمد : بله آقا ، آن طرفِ شهر است و گاهی وسیله ای گیر نمی آید.

اُستاد : خیلی خوب ، درسِ امروزی خیلی مفید بود. یاد داشتهای یکی از همکلاسان را حتماً از او می گیری و از رُویش می نویسی ، یادَت نَروَد.

احمد : چشم ، همین الآن می گیرم.

طاهر : ببخشید اُستاد ، من یک پُرسش دارم. اجازه هست بگویم ؟

اُستاد : بله ، إشکالی ندارد ، بفرمایید.

طاهر : می خواستم اطلاعاتی راجع به کشورِ ایران داشته باشم.

اُستاد : خوب ، کشورِ اسلامیِ ایران یکی از قدیمی ترین کشورهایِ دُنیا است. ایران دُوست و همسایه پاکستان است. تهران بُزُرگترین شهر و پایتختِ کشور است. ایران دارای ۲٤ اُستان است. شیراز ، اصفهان ، تبریز ، مشهد ، رشت و کرمان شهرهای مهم ایران هستند.

طاهر : زبانِ رسمیِ کشور چیست ؟

اُستاد : آفرین ، سئوال خیلی خوبی مطرح کردید ! در ایران زبانها و گویشهای زیادی وُجُود دارد ، امّا زبانِ فارسی ، زبانِ رسمی کشور است. و می دانید که این زبان چه اندازه آسان و شیرین است.

طاهر : آقا، وضعِ صنعتی کشور چطور است؟
اُستاد : ایران در زمینۂ صنعت ہم پیشرفت ہای زیادی کرده است، و وضع صنعتی آن خیلی قوی است۔
طاهر : خیلی ممنون، استاد! لطف فرمودید، ممنونم!
اُستاد : خواهش می کُنم خوب، بچہ ها خدانگہدار!
کلاس : خدا حافظ شما!

(دکترمعین نظامی)

فرهنگ

معذرت می خواهم : معذرت چاہتا ہوں
دقیقه : منٹ
وسیله : سواری، ذریعہ آمدورفت
مُتاسفانه : بدقسمتی سے، افسوس کی بات ہے
پیاده : پیدل
معمولاً : عام طور پر
اتوبوس : بس
خطِ ۳۳ : روٹ نمبر ۳۳
مگر : آیا ، کیا ؟
دانشکده : کالج
یادداشت ها : نوٹس
حتماً : یقیناً
از رو نوشتن : نقل کرنا
یادَت نَرَود : تجھے بھول نہ جائے
چشم : جی بہتر (لفظی مطلب ہے آنکھ)
الآن : ابھی ، اِسی وقت
بله : جی ہاں
راجع به : کے بارے میں
اُستان : صوبہ
زبانِ رسمی : سرکاری زبان
مَطرَح کردن : پیش کرنا، سامنے لانا
گویش : بولی
چه اندازه : کس قدر ، کتنی
وضع : حالت
زمینه : میدان
پیشرفت : ترقی

لُطف فرمودید : آپ نے مہربانی فرمائی   ممنونم : (ممنون+ام) میں شکرگزار ہوں

ببخشید : (بخشیدن مصدر سے فعلِ امر) معاف کیجیے گا۔

پُرسش : (پرسیدن سے حاصل مصدر) سوال

اِشکالی ندارد : کوئی بات نہیں، کوئی حرج نہیں

خواهش می کنم : کوئی بات نہیں (لفظی مطلب ہے خواہش کرتا ہوں)

تمرین

۱-

۱- احمد کو کیوں دیر ہو گئی تھی ؟

۲- اُستاد نے طاہر کو ایران کے بارے میں کیا بتایا ؟

۳- ایران کے پانچ بڑے شہروں کے نام بتائیے ؟

٤- سبق میں آنے والے محاورے الگ سے لکھیے اور یاد کیجیے۔

٥- ''بفرمایید'' کہاں استعمال ہوتا ہے ؟

۲-

۱- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

میرا نام مریم ہے۔ ہم تین بہت بھائی ہیں۔ میرے والد ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم ہیں۔ ہم کراچی میں رہتے ہیں۔ میں گورنمنٹ گرلز کالج میں سالِ اول کی طالبہ ہوں۔ کالج میرے گھر سے زیادہ دور نہیں ہے۔ میں اکثر پیدل کالج جاتی ہوں۔ کبھی کبھی مجھے ابو گاڑی میں پہنچا دیتے ہیں۔ میں کلاس میں کبھی دیر سے نہیں گئی۔ ہمیشہ وقت پر پہنچتی ہوں۔

نصیحت بِه فرزند

می باش به عُمرِ خود سَحَرخیز
وز خوابِ سَحَر گهان بپرهیز

در پاکی دست کُوش کز دست
دانند تُرا چه مرتبت هست

چِرکین مگزار بیخ دندان
کان وقتِ سُخَن شود نمایان

از نرم و خشنِ هر آنچه پوشی
باید که به پاکی آش بکُوشی

گر جامه گلیم یا که دیباست
چُون پاك و تمیز بُود ، زیباست

چون برسرِ سُفره ای نشستی
زنهار مکن دراز دستی

با مادرِ خویش مهربان باش
آمادهٔ خدمتش به جان باش

با چشمِ اَدَبِ نگر پدر را
از گفتهٔ او مپیچ سر را

چون این دو شَوَند از تو خُرسَند
خُرسَند شود زِ تو خداوند

در کُوچه چومی رَویِ به مکتب
معقول گذر کُن و مُؤدَّب

چون با ادب و تمیز باشی
پیشِ همه کس عزیز باشی

زنهار مگو سُخَن بِجُز راست
هر چند تُرا در آن ضَرَرهاست

گفتارِ دروغ را اثر نیست
چیزی زِ دروغ زشت تر نیست

چون خُوی کُنَد زبان به دشنام
آن بِه که بُریده باد از کام

روزی که در آن نکرده ای کار
آن روز ، زِ عُمرِ خویش مشمار

(ایرج میرزا)

فرهنگ

مرتبت : مرتبہ

کان : ''کہ آن'' کا مخفف

چرکین : (چرک+ ین) میلا کچیلا

خَشِن : موٹا ، کھردرا

گلیم : گدڑی، معمولی کپڑا مُراد ہے

دیبا : ریشمی کپڑا

تمیز : صاف ستھرا

سُفره : دسترخوان

به جان : جان ودل سے

سرپیچیدن : سرکشی/ حکم عدولی کرنا

ضَرَر : نقصان

خُوی کردن : عادی ہونا

کام : حَلق

مشمار : (شمردن مصدر سے فعلِ نہی) شمار نہ کر

می باش : (بودن مصدر ، باشد مضارع ، باش فعلِ امر) ہمیشہ رہ

سَحَر گہان : (سحر+گاه / گہ / گہان) صبح کا وقت

گفته : (گفتن مصدر سے اسم مفعول/ صفت معمولی) کہا ہوا ۔ حکم ۔فرمان

تمرین

-۱

۱ - دانتوں کی صفائی کیوں ضروری ہے ؟

۲ - لباس کے بارے میں شاعر کی کیا رائے ہے ؟

۳ - ماں باپ کی فرماں برداری کا کیا فائدہ ہے ؟

٤ - سچ بولنے کی کیا اہمیت ہے ؟

٥ - کون سے دن کو اپنی زندگی میں شمار نہیں کرنا چاہتے ؟

۲-

۱- سبق میں آنے والے تمام افعالِ امر و نہی الگ لکھیے۔

۲- مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے :

مادر ، کوچه ، دروغ ، تمیز ، دشنام

۳- سبق کی کوئی سی تین باتیں فارسی نثر میں لکھیے۔

فاطمه جناح

فاطمه جناحؒ کوچکترین خواهر حضرت محمد علی جناحؒ بود۔ دربچگی پدرو مادرش را ازدست دادوزیرنظرِبرادربزرگوارش تربیت شد۔

قائدِ اعظم علیہ الرحمہ وی راخیلی دوست می داشت و برایش احترامِ زیادی قائل بود۔ فاطمه جناح علیہا الرحمہ نیز تمامِ عمرش رادر راهِ خدمت به پاکستان و مؤسس پاکستان بسربُرد۔وی خدمتگزارِ راستینِ ملّت پاکستان بود۔ به همین علّت، پاکستانیان لقبِ "مادرِ ملّت" را به وی داده اند۔

زادِ گاهِ فاطمه جناح کراچی است۔ همان شهر بزرگی که زاد گاهِ بنیا نگذارِ پاکستان نیز هست۔ تحصیلاتِ مقدماتی خود را در کراچی به پایان بُرد۔ بعد به کلکته رفت و دررشتۂ جراحی دندان پزشکی فارغ التحصیل شد۔ چندی در بمبئی مطبِ شخصی رااداره کرد و بعد برای همیشه به خدمت ملّت و میهن مشغول شد۔

زمانی که نهضتِ پاکستان به اوجِ خود رسیده بود و قائداعظمؒ خیلی گرفتاریها داشت و شب را از رُوز نمی شناخت ، فاطمه جناح او را حتّی یک دقیقه هم تنها نمی گذاشت. با وی در جلسه های سیاسی شرکت می کرد و کارهای شخصی وی را نیز انجام می داد.

فاطمه جناح برایِ فلاحِ زنانِ مسلمان شبه قاره خیلی زحمتها کشید. اُو بانوانِ برجستهٔ آن زمان را زیرِ پرچمِ مسلم لیگ آورد ، بعد از تاسیسِ پاکستان نیز به فعالیتهایِ خود ادامه داد. خودش مُسلمانی اخلاصمند و متعهد بود و می خواست همه زنانِ مُسلمانِ جهان اهمیتِ معارفِ اسلامی را درک کُنند. خیلی دلش می خواست تمامِ کشورهای اسلامی متحد بشوند.

این مادرِ دلسوزِ ملتِ پاکستان ، در روزِ ۹ ژوئن ۱۹۶۷ م چشمش را از این جهان فروبست و در جوارِ برادرِ بُزُرگش مدفون شد.

(دکتر خالده آفتاب)

فرهنگ

بچّگی : بچپن

مؤسس : بانی

راستین : (راست+ین) سچا/سچی

بنیانگزار : بانی

رشته : شعبہ

از دست دادن : کھو دینا،محروم ہونا

خدمتگزار : خادم

بنیان : بنیاد

مقدماتی : ابتدائی

مَطَب : کلینک

جراحی دندان پزشکی : ڈینٹل سرجری
شخصی : پرائیویٹ،ذاتی،نجی
اداره کردن : چلانا
نهضت : تحریک
برجسته : نمایاں
فعالیت : سرگرمی
ادامه دادن : جاری رکھنا
اخلاصمند : (اخلاص+مند) مخلص
گرفتاری : مصروفیت
دَرک کردن : جاننا،محسوس کرنا،پالینا
مُتَعَہِد : اپنے مقصد سے شدید وابستگی رکھنے والا، کمٹِڈ
شب را از روز نمی شناخت : اُسے رات دن کا ہوش نہیں تھا۔
کوچکترین : (کوچک+ترین) سب سے چھوٹا/ چھوٹی

تمرین

۱-

۱- فاطمہ جناح کون تھیں ؟ اُن کی ولادت کہاں ہوئی ؟

۲- انہوں نے کس شعبے میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ؟

۳- تحریکِ پاکستان میں اُن کا کیا کردار تھا ؟

٤- وہ مُسلمان عورتوں کو کیسا دیکھنا چاہتی تھیں ؟

۵- ان کا مزار کہاں ہے؟

۲-

۱- کوچکترین اور راستین جیسے پانچ پانچ الفاظ لکھیے۔

۲- سبق میں شامل مرکبِ اضافی اور توصیفی الگ الگ لکھیے۔

۳- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے :

کوچکترین ، راستین ، زنان ، بعد ، آن

علامہ محمد اقبالؒ

مُفکّرِ پاکستان علامہ محمد اقبال ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نُور محمد ایک درویش منش انسان تھے۔ اقبال نے ایف اے تک سیالکوٹ میں تعلیم پائی۔ اپنے عظیم اُستاد مولانا میر حسن سے عربی اور فارسی کا ذوق پایا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے فلسفہ کیا۔ ۱۸۹۹ء میں یونیورسٹی اور ینٹل کالج لاہور میں فلسفے کے اُستاد متعین ہوئے۔ کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ اور انگریزی پڑھاتے رہے۔

۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان گئے۔ وہاں سے وکالت کا امتحان پاس کیا۔ میونخ یونیورسٹی جرمنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۰۸ء میں وطن واپسی پر گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ کے اُستاد مقرر ہوئے مگر جلد ہی ملازمت چھوڑ دی۔ ۱۹۳٤ء تک وکالت کرتے رہے۔ ۱۹۳٦ء میں پنجاب اسمبلی کے رُکن بھی بنے۔

۱۹۳۰ء میں وہ مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ اِسی سال انہوں نے خطبہ الہ آباد میں پاکستان کا تصور پیش کیا۔

۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو انتقال ہوا۔ بادشاہی مسجد لاہور کے زیرِ سایہ مدفون ہیں۔

اقبالؒ نے ساری زندگی درویشی اور سادگی میں بسر کی۔ انہوں نے اپنی ساری صلاحیتیں اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کی اصلاحِ حال کے لیے وقف کر رکھی تھیں۔ رسولِ کریمؐ کی ذاتِ بابرکات سے انہیں والہانہ عشق تھا۔ مولانا جلال الدین رومی سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔

انہوں نے اُردو اور فارسی میں شاعری کی اور دونوں زبانوں میں اپنی عظمت کا لوہا منوایا۔ اسرارِ خودی ، رموزِ بیخودی ، زبورِ عجم ، گلشن رازِ جدید ، پیامِ مشرق ، جاویدنامہ ، مثنوی مسافر ، پس چہ باید کرد ای اقوامِ مشرق اور ارمغان حجاز (نصف اول) ان کی فارسی کتابوں کے نام ہیں۔

علامہ محمد اقبالؒ ایک فلسفی شاعر تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو وحدت و اخوت کا پیغام دیا۔ وہ مسلمانوں کو خود شناسی کا درس دیتے رہے۔ انہوں نے جدید دور کے حساس مسائل کو شاعری کا موضوع بنایا۔ ان کے کلام میں درد اور اخلاص و تاثیر کی فراوانی ہے۔ پُوری دُنیا میں ان کے فکر و فن کی مختلف جہتوں پر تحقیقی کام ہوا ہے اور بے شمار بڑی بڑی شخصیتوں نے انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔

محاورہ مابینِ خدا و انسان

خُدا

جهـان را زِ یک آب و گِل آفریدم   تـو ایـران و تـاتـار و زنگ آفریدی
مـن از خـاك، پُـولادِ نـاب آفـریـدم   تـو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی
تَبَـر آفـریـدی نـهـالِ چَـمَـن را
قَـفَـس سـاختی طـائرِ نغمه زن را

انسان

تـو شـب آفریدی ، چراغ آفـریدم   سـفـال آفـریدی ، اَیـاغ آفـریـدم
بیـابـان و کهسـار و راغ آفریدی   خیـابـان و گـلـزار و بـاغ آفـریـدم
مـن آنـم کـه از سنگِ آئینـه سـازم
مـن آنـم کـه از زَهـر نُوشینـهِ سـازم

(علامہ اقبالؒ)

تنهائی

بــه بـحــر رفتـم و گـفتـم بــه مـوج بیتــابـی :
" همیشـه در طَـلَـب اَستی ، چه مُشکلی داری ؟
هــزار لــؤلــوی لالاســت در گــریبــانَــت
درونِ سیــنـــهِ چــومــن گــوهــردِلــی داری ؟"
تپید و از لــبِ ســاحل رمید و هیچ نَگُفت

به کوه رفتم و پُرسیدم : " این چه بی دردی است ؟
رِسـد بــه گـوشِ تـو آه و فـغـانِ غـمـزده ای ؟
اگــر بــه سـنگِ تـو لـعلـی زِ قـطـرهٔ خُون اسـت
یــکـی ، در آ بــهِ سُـخـن بـا مـنِ ستـمزده ای "
به خود خزید و نفس در کشید و هیچ نگفت

ره دِراز بُــــریــدم ، زِ مـــاه پُـــرسیــدم :
"سفر نصیب ! نصیب تو منزلی است که نیست؟
جهــان زِ پــر تــو سیـمــایِ تــو سَـمَـن زاری
فـروغِ داغِ تـو از جلـوهٔ دلی است که نیست؟"
سُویِ ستــارِه رقیبــانــه دید و هیچ نَگُفـت

شُدَم بـه حـضـرتِ یزدان ، گذشتم از مَه و مـهر
کـه: " در جهــانِ تـو یـک ذرّه آشـنـایم نیست
جـهـان تـهـی زِ دل ، و مُشـتِ خـاکِ من همه دل
چـمـن خـوش است ولی در خورِ نوایم نیست "
تَبَسُّـمی بـه لـبِ او رسید و هیچ نَـگُفـت

(علامه اقبالؒ)

فرہنگ

محاورہ : مکالمہ

زنگ : حبشہ

ناب : خالص

تَبر : کلہاڑا

سفال : مٹی ، مٹی کی ٹھیکری

راغ : خود رو جنگل

لؤلؤ : موتی

یکی : ایک بار ، کبھی

نَفَس درکشیدن : سانس روک لینا

پرتو : عکس

سمن زار : چنبیلی کے پھولوں کا چمن

یزدان : خُدا

مُشتِ خاک : مٹھی بھر مٹی، وجود

آب و گل : پانی اور مٹی، خمیر

پُولاد : فولاد ، لوہا

تُفنگ : بندوق

را : کو ، کے لیے

ایاغ : پیالہ

نوشینہ : خوشگوار شربت

لالا : درخشاں

ستمزدہ : مظلوم

بُریدن : کاٹنا ، طے کرنا

سیما : پیشانی ، چہرہ

فروغ : چمک دمک

تہی : خالی

درخور : قابل ، لائق ، اہل

خیابان : کیاری، باغ (نئی فارسی میں سڑک کو کہتے ہیں)

خَزیدن : رینگنا ، چپکے سے کہیں چھپ جانا

شُدَن : ہونا ، رفتن : جانا کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

تمرین

۱-

۱- خدا نے انسان سے کیا کہا ؟

۲- انسان نے کیا جواب دیا ؟

۳- اس مکالمے کا مرکزی خیال کیا ہے ؟

٤- نظم '' تنہائی '' میں شاعر نے پہاڑ اور چاند سے کیا کہا ہے ؟

٥- اس نظم میں شاعر نے کیا کہنا چاہا ہے ؟

۲-

۱- ضمائر مُتصل سے مُنفصل اور مُنفصل سے مُتصل بنایئے :

گریبانت ، گوشِ تو ، آشنائیم ، سنگِ تو ، نوائیم

۲- مندرجہ ذیل مرکّب کون کون سے ہیں ؟

پولادِ ناب ، نہالِ چمن ، طائرِ نغمہ زن ، لؤلؤی لالا ، لبِ ساحل

۳- علامہ اقبالؒ کی فارسی شاعری کے بارے میں اپنی رائے تحریر کیجیے۔

داستانِ پرواز

انسـان ، از زمـانـهـای بسیار قدیم ، آرزوی پرواز داشت. می خواست در آسمانِ زیبایِ آبی پـرواز کُنَد. از عُـقـابـهـا بـالاتـر رَوَد و از ابـرها بگذرد. می خواست به ماه روشن و ستـارگـان درخشان بِرَسد. انسـان ، بـرای رسیـدنِ بـه ایـن آرزو ، کُوششهایِ بسیار کرده است.

در حُدُودِ هزار و صد سال پیش ، یکی از مسلمانانِ دانشمند به نامِ عباس بن فرناس، بـالـهـایی برای پرواز در آسمان ساخت. او با آن بالـها به پرواز درآمد و پس از مدتی به زمین نشست. حُدُودِ صد سال پیش ، یک جوانِ آلمانی نیز به همین فکر افتاد. نامِ او " اُتـو " بود. وی چندین سال زحمت کشید و بالـهایِ بُزُرگی ساخت. اوّلین بار که پرواز کـرد ، از شـادی در پُـوسـت خـود نـمـی گـنجید. اُتو ، صدهـا بـار ، بـا بـالـهـای بـهتر و محکمتری در آسمان پرواز کرد.

" ویـلبر رایت " جوانِ آمریکایی بود. او خیلی با هوش و زیرك بود. روزی هنگامِ بازی ، به زمین خورد. به سبب شکستگی اُستخوان ، مجبور شد چند سال در خانه بماند. او در این مدت بیکار نشست و کتابـهای مفیدی خواند. اتفاقاً کتابـهایی دربارهٔ سرگذشتِ " اتو " و آزمایشـهای وی ، به دستش رسید. ویلبر ، پس از خواندنِ این کتابـها تصمیم گرفت کارِ او را دُنبال کُند. برادرش " اُرویل " نیز با او بود.

این دو برادر امریکایی ، اوّل بالـهایی ساختند و با آن پرواز کردند و بعد به فکر ساختنِ مـاشیـنی برای پرواز افتادند. سه سال طول کشید تا کوششهای آنان به نتیجه رسید. هـنگامی که نُخُستینِ هوا پیما آمادِه شد ، آنـها دوستانِ خود را به دشتی دعوت کردند تـا اوّلیـن پـرواز آنـهـا را تـمـاشـا کُـنـنـد ، هـمـه بـا اشتیـاق ، منتظرِ دیدنِ این کـارِ عجیب بودند.

سرانجام ، هوا پیما از زمین برخاست و به پرواز در آمد. قلبِ همه از شادی و هیجان می تپید. این پرواز ۳۸ دقیقه طُول کشید. سپس هوا پیما به سلامت بر زمین نشست و ویلبر با سرافرازی از آن خارج شد. ویلبر و اُرویل اوّلین کارخانۂ هوا پیما سازی را تاسیس کردند.

از آن زمان نزدیک به هشتاد سال می گذَرد. امروز هوا پیماها ، انسان را در اندك زمانی از این سوی زمین به سوی دیگر آن می بَرند.

دانشمندان ، پس از کُوشش بسیار ، دستگاهی ساختند که انسان در کُرۂ ماه نیز فرود آمد. دانشمندان بازهم دارند برایِ راه یافتن به فضا و کُره های دیگر سعی می کنند.

(ماخوذ از کتاب فارسی سوم دبستان ، ایران)

فرهنگ

آبی : نیلا

بال ها : بال کی جمع، پر

به فکر اُفتادن : خیال میں ہونا

به زمین خوردن : گر پڑنا

به دست رسیدن : ہاتھ لگنا، حاصل ہونا

تصمیم گرفتن : ارادہ کر لینا، تہیہ کر لینا

آماده شدن : تیار ہونا

هیجان : جوش وخروش

در حُدُود : تقریباً ، کے قریب

آلمان : جرمنی

محکمتر : (محکم+تر) زیادہ مضبوط

اُستخوان : ہڈی

آزمایشها : (آزمایش+ها) تجربات

دنبال کردن : جاری رکھنا ، آگے بڑھانا

تماشا کردن : دیکھنا

سِپَس : پھر ، اس کے بعد

تاسیس کردن : قائم کرنا
سرانجام : آخرکار

دستگاه : مشین ، آلہ
فُرودآمدن : اُترنا

دانشمند : (دانش+مند) سائنس دان
دُور دراز : دُوردراز

به زمین نشستن : زمین پر اُترنا ، طیارے کا لینڈ کرنا

زحمت کشیدن : تکلیف اُٹھانا ، کوشش / محنت کرنا

آلمانی : (آلمان+ی) جرمنی کا باشندہ

در پوست خود نگُنجید : پُھولا نہ سمانا

هوا پیما : (پیمودن مصدر ، پیماند مضارع، پیما فعل امر، اسم+امر=اسم فاعل /صفتِ فاعلی) ہوائی جہاز

تمرین

۱-

۱- کس مسلمان سائنس دان نے پہلی بار پرواز کی ؟

۲- سبق میں جرمنی کے نوجوان کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے ؟

۳- جدید ہوائی جہاز کے مؤجد کون ہیں ؟

٤- انہیں ہوائی جہاز بنانے کا خیال کیسے آیا ؟

٥- جہاز سازی کا پہلا کارخانہ کس ملک میں قائم ہوا ؟

۲-

۱- واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیے :

انسان ، زمانہا ، آرزو ، بازی ، کتابہا ، کار ، قلب ، برادر ، دانشمندان ، کُرَہ

۲- سبق میں ''دو برادر'' کہا گیا ہے۔ ''دو برادران'' کیوں درست نہیں ہے ؟

۳- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

معاف کیجیے گا میں پچیس منٹ دیر سے پہنچا۔ راستے میں ٹریفک کا بہت رَش تھا۔ ایک بار گاڑی کا ٹائر بھی پنکچر ہوا۔ کیا آپ نے انکوائری سے پوچھا ہے کہ طیارہ کب اُترے گا ؟ اگر نہیں پوچھا تو چلیں پوچھ لیتے ہیں۔ اجازت دیجیے، میں گاڑی پارک کرلوں ، پھر اکٹھے اندر چلتے ہیں۔

نیما یُوشیج

نیما یُوشیج ۱۸۹۶ء میں ، ایران کے صوبہ مازندران کے ایک گاؤں یُوش میں پیدا ہوئے۔ اُن کا نام علی اسفندیاری تھا۔ انہیں جدید فارسی شاعری کا بانی کہا جاتا ہے۔ وہ فارسی کے علاوہ اپنی مادری زبان طبری میں بھی شعر کہتے تھے۔ وہ صاحب نظر ادیب اور ناقد بھی تھے۔ بیس کے لگ بھگ تصانیف اُن کی یادگار ہیں۔ اُن کا انتقال ۱۹۵۹ء میں ہوا۔

نیما یُوشیج نے روایتی عروضی بحروں اور قافیہ و ردیف کی پابندیوں سے انحراف کیا۔ ان کی جدید نظموں میں مصرعوں کی لمبائی یکساں نہیں ہے۔ وہ وزن اور قافیے کے مخالف نہیں تھے، البتہ قافیے کا استعمال وہیں ضروری سمجھتے تھے، جہاں ناگزیر ہو۔ ۱۹۲۲ء میں اُن کی طویل نظم ''افسانہ'' منظرِ عام پر آئی۔ یہ روایت شکن نظم جدید فارسی شاعری کا نقطۂ آغاز سمجھی جاتی ہے۔

نیما بہت حساس دل کے مالک تھے۔انہیں ظلم و ناانصافی سے نفرت تھی۔ وہ غریبوں کے دُکھ درد کو ذاتی درد و غم سمجھتے تھے۔ انہوں نے محروم طبقے کے لوگوں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔انہیں اپنی سرزمین سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔جنگل، پہاڑ، دریا، پرندے اور جانوران کی شاعری کا اہم موضوع ہیں۔وہ بہت بڑے انسان دوست شاعر ہیں۔

نیما یوشیج نے بعد میں آنے والے شاعروں کی کئی نسلوں کو متاثر کیا ہے۔ ان کی تقلید میں کی جانے والی شاعری ''نیمائی'' کہلاتی ہے۔

آمد بہاران !

تودۂ برف بشکافت از هم.
قُلۂ کُوه شد یکسر ابلق.
مردِ چوپان در آمد زِ دخمه.
خنده زد شادمان و مؤفق ،
که دگر وقتِ سبزه چرانی است.
عاشقا ! خیز ، کآمد بهاران !
چشمۂ کُوچک از کُوه جُوشید.
گُل به صحرا درآمد چو آتش.
رُودِ تیره چو طوفان خروشید.
دشت ، از گُل شدِه هفت رنگه.
آفتابِ طلایی بتابید ،
بر سرِ ژالۂ صُبحگاهی.
ژاله ها دانِه دانِه دِرخشنده.

همچو الماس و در آب ماهی۔
بر سرِ موج ها زد معلّق۔

(گزیده ای از " افسانه " نیما یوشیج)

فرهنگ

بہاران : موسمِ بہار
قُلّه : چوٹی
ابلق : سیاہ وسفید، چتکبرا
دخمه : مراد کٹیا، جھونپڑی
مؤفق : کامیاب وکامران
عاشقا : (عاشق+ا) اے عاشق
کامد : ''کہ آمد'' کا مخفف
جُوشیدن : اُبلنا ، نکلنا
طلائی : سنہری
الماس : ہیرا
معلّق زدن : قلابازی کھانا
ژالہ : اُردو میں '' اولے '' کے معنوں میں رائج ہے۔ فارسی میں اس کا مطلب ہے شبنم۔ فارسی میں ''اولے ''کو '' تگرگ '' کہتے ہیں۔

تمرین

۱-

۱- پہاڑ کی چوٹی کو '' ابلق '' کیوں کہا گیا ہے ؟

۲- چرواہے کی ہنسی کی کیا وجہ ہے ؟

۳- پُھول کو آگ اور شبنم کے قطروں کو ہیروں سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے ؟

٤- نظم میں مچھلیوں کی کیا حالت بیان کی گئی ہے ؟

٥- نیما یوشیج کے فکر و فن پر اظہار خیال کیجیے۔

۲-

۱- مندرجہ ذیل مرکّب کون کون سے ہیں ؟

تودۂ برف ، قلۂ کوہ ، چشمۂ کوچک ، آفتابِ طلائی ، رُودِ تیرہ ،

۲- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے :

خندہ ، شادمان ، کوچک ، صبحگاھی ، بہاران

۳- نظم میں آنے والے مخفف الفاظ کی شناخت کیجیے۔

نامه ای بِه پِسرَم

فرزندِ من ! دَمی چند بیش نیست که در آغوش من خُفته ای و من به نرمی سَرَت را بربالین گذاشته ، آرام از کنَارت برخاسته ام و اکنون به تو نامِه می نویسم.

اکنون تو کُوچکتر از آنی که بتوانم آنچه می خواهم ، با تو بِگویم. سالهایِ دِراز باید بگذرد تا تو گفته های مَرا دریابی. شاید رُوزی این نوشته را برداری و به کُنجی بِرَوی و بخوانی و دربارهٔ آن اندیشه کُنی.

من نیز مانندِ هر پدری آرزو دارم که دورانِ جوانی تو به خوشبختی بگذرد. امّا جوانی

برمن خوش نگذشته است و امید ندارم که رُوزگارِ تو بهتر باشد. دورانِ ما عصرِ ننگ و فساد است و هنوز نشانه ای پیدا نیست از اینکه آینده جُز این باشد.

شاید بر منِ عیب بگیری که چرا دل از وطن برنداشته و تُرا به دیاری دیگر نَبُرده ام، تا در آنجا با خاطری آسوده تر به سر بَبَری. راستی آن است که این عزیمت بارها از خاطرم گذشته است. امّا من و تو از آن نهالها نیستیم که آسان بتوانیم ریشهِ از خاکِ خود بر کنیم و در آب و هوائی دیگر نمو کُنیم.

امّا شاید ماندنِ من سَبَبی دیگر نیز داشته است. دشمن من که "دیوِ فساد" است، در این خانِه مسکن دارد. من با او بسیار کُوشیده ام. همهٔ خوشی هایِ زندگی ام در سرِ این پیکار رفته است.

اینکه تُرا به دیاری دیگر نَبُرده ام، از این جهت بود که از تو، چشمِ اُمیدی داشتم. می خواستم که کینِ مَرا از این دشمن بخواهی. خلافِ مردی دانستم که میدان را خالی کُنم و از دشمن بگریزم. شاید تو نیرو مند تر از من باشی و در این پیکار بیشتر کامیاب شوی.

اکنون که اینجا مانده ایم، باید در فکرِ حال و آیندهٔ خود باشیم. می دانی که کشورِ ما رُوزگاری، قدرتی و شوکتی داشت. امروز از آن قدرت و شوکت نشانی نیست. ملّتی کُوچکیم و در سرزمینی پهناور پراکنده ایم. در این زمانِه کشورهایِ عظیم هست که ما، در ثروت و قدرت، با آنها برابری نمی توانیم کرد. امروز ثروتِ هر ملّتی حاصل پیشرفتِ صنعتِ اُو است و قدرتِ نظامی نیز با صنعت ارتباط دارد.

پس اگر نمی خواهیم یکباره نابُود شویم، باید در پی آن باشیم که برایِ خود شأن و اعتباری به دست بیاوریم. این شأن و اعتبار را جُز از راه دانش و ادب حاصل

نمی توان کرد. ملّتی که رُو به انقراض می رَوَد ، نُخُست به دانش و فضیلت بی اِعتنا می شود.

امّا اگر هنوز امیدی هست ، آن است که جوانانِ ما همه یکباره به فساد تن در نداده اند. هنوز برقِ آرزو در چشمِ ایشان می دِرخشد آرزوی آنکه بمانند و سرفراز باشند. و من آرزو دارم که فردا تو هم در صفِ این کَسان در آئی ، یعنی در صفِ کسانی که به قدر و شأنِ خود پی بُرده اند. می دانند که برایِ کسبِ این شرف کُوشش باید کرد و رنج باید بُرد.

آرزویِ من این است که تو هم در این کُوشش و رنج شریک باشی !

(ڈکٹر پرویز ناتل خانلری)

فرهنگ

دَمی چند : چند لمحے	بالین : تکیہ ، سرہانہ
آرام : آہستگی/آرام سے	کنار : پہلو
دریابی : (دریافتن: جاننا، پالینا) تو جان لے	کُنج : کونا ، گوشہ
ننگ : بےشرمی، علامت	فساد : خرابی
نشانه : نشانی ، علامت	پیدا : ظاہر
عیب گرفتن : اعتراض کرنا،نکتہ چینی کرنا	عزیمت : ارادہ ، خیال
نمو کردن : پرورش پانا، پھولنا پھلنا	دیو : شیطان
مسکن : ٹھکانا، جائے سکونت	کین : انتقام

نیرومندتر : (نیرو+مند+تر) زیادہ طاقتور

پہناور : (پہنا+ور) وسیع وعریض

ثروت : دولت ، سرمایہ

پیشرفت : ترقی

انقراض : خاتمہ ، زوال

تن در دادن : پوری طرح محو/غرق ہوجانا

شرف : عزت وعظمت

روزگاری : کسی زمانے میں

پراکندہ : (پراکندن مصدر) منتشر

حاصل : نتیجہ

ارتباط : رابطہ ، تعلق

بی اعتنا : بےتوجہ

پَی بُردن : جان لینا ، سمجھ لینا

تمرین

۱-

۱- اپنے بیٹے کے بارے میں مصنّف کی کیا خواہش ہے ؟

۲- اپنے زمانے کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے ؟

۳- مصنّف نے ترکِ وطن کا خیال کیوں چھوڑا ؟

٤- انہیں کن لوگوں سے بہتری کی اُمید ہے ؟

٥- انہوں نے بیٹے کو کس جدوجہد میں شریک ہونے کی نصیحت کی ہے ؟

۲-

۱- امتحان میں کامیابی کے مواقع پر ، اپنے والدِ محترم کو فارسی میں پانچ سات جُملوں کا ایک خط لکھیے :

غزل

رفیقِ اَهلِ دل و یارِ مَحرَمی دارم
بساطِ بادِه و عیشِ فراهمی دارم
کنارِ جُو ، چَمَنِ شُستـه را نمی خواهم
که جُویِ اشکی و مُژگانِ پُر نمی دارم
گذشتم از سَرِ عالَم ، کسی چه می داند
که من به گوشۀ خَلوت چه عَالَمی دارم
تو دل نداری و غم هم نداری ، اَمّا ، من
خوشَم از این که دلی دارم و غمی دارم
زِ سیل کینۀ دُشمن چه غم خورم سیمین
که همچو کُوهَم و بُنیانِ مُحکمی دارم

(خانم سیمین بهبهانی)

فرهنگ

مُژگان : پلکیں
سَیل : سیلاب
کِینه : بُغض ونفرت
بُنیان : بنیاد
بساط : چٹائی،قالین ، بچھونا ، یہاں محفل مُراد ہے۔
شُسته : (شُستن مصدر) دُھلاہُوا

تمرین

۱-

۱- قافیہ اور ردیف کی شناخت کیجیے۔

۲- تیسرے شعر کا مفہوم واضح کیجیے۔

۳- شاعرہ نے چوتھے شعر میں کس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے ؟

٤- شاعرہ کو دشمنوں کی سازشوں سے کیوں کوئی غم نہیں ہے ؟

٥- '' بساطِ بادہ '' اور '' عیشِ فراھم '' سے کیا مُراد ہے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل مرکّب کون کون سے ہیں ؟

رفیقِ اھلِ دل ، یارِ مَحرم ، کنارِ جُو ، جُوئِ اشک ، بُنیانِ محکم

۲- مندرجہ ذیل افعال کی مکمل گردانیں لکھیے :

نمی خواھم ، گذشتم ، نداری ، خورم ، می داند

۳- مقطع میں دی گئی تشبیہ کی روشنی میں مشبّہ ، مشبّہ بہ ، وجہ تشبیہ کی وضاحت کیجیے۔

راشد منهاس ، نشانِ حیدر

تاریخِ درخشانِ اسلامی شاهدِ آن است که در مَواقعِ بُحرانی کُودکان و جوانانِ ملّتِ ما از بُزرگسالان عَقَب نماندند و مثلِ آنها ، شهامتِ بی نظیری را از خود نشان دادند. در غزوهٔ بدر ، معاذ و معوذ ، باوجودی که از لحاظِ سن خیلی کوچک بودند ، بزرگترین دُشمن اسلام ، ابو جهل را به قتل رسانیدند. محمد بن قاسم نیز که برسند مُتصَرّف شد و زمینه را برایِ تاسیس سلطنتِ اسلامی در شبه قارهٔ هند و پاکستان هموار ساخت ، سنّ زیادی نداشت. خوشبختانه ملتِ ما الآن هم دارایِ جوانانی است که می توانند فداکاری کنند.

راشد منهاس یکی از همین جوانان دلیر و جسورِ ما بُوده است که رُوزِ جُمعه بیستم ماه اُوتِ سالِ ۱۹۷۱، میلادی در راه حِفظِ ناموسِ وَطَن ، جانِ عزیزِ خود را از دست داد و پس از شهادت ، " نشانِ حیدر " رابردست آورد. "نشانِ حیدر" عالی ترین مدالِ نظامی پاکستان است و به افرادی از نیروهای سه گانهٔ پاکستان داده می شود که در اوضاعِ بسیار نا مُساعد ، کارِ فوق العاده ای را انجام می دهند. راشد منهاس از جوانترین قهرمانانِ پاکستان و شاید کوچکترین شجاعانِ جهان است که به اِحرازِ بُزرگترین مدالِ نظامی نائل آمده اند. وی در موقعِ شهادت فقط بیست ساله بود.

راشد منهاس در سالِ ۱۹۵۰، میلادی در کراچی به دُنیا آمد. پدرش یک افسرِ بازنشستهٔ نظامی بود. او از دورانِ کُودکی می خواست به خدمتِ نیروی هوایی پاکستان در آمد. پس از گرفتن دیپلم عُلُوم در سال ۱۹۶۸، به خدمتِ نیروی هوایی پاکستان سه سال مشغول تحصیل حرفه ای در آکادمی نیرویِ هوایی رسالپور بود و در ۱۹۷۱م به عنوان سُتوانِ هوایی فارغ التحصیل گردید.

در ۱۹۷۱م جنگی بینِ پاکستان و هندوستان آغاز شُد. راشد منهاس آن رُوزها تحتِ تربیت بود و دورۀ کار آموزی را می گذراند. روزِ جمعه بیستم اوتِ ۱۹۷۱م هنگامی که در هوا پیمایِ جنگنده ای ، با مُربیِ خویش داشت پرواز می کرد ، ناگهان احساس کرد که مُربیِ خائن او می خواهد هوا پیما را به سُویِ کشورِ دشمن هدایت کند. همینکه از خیانتِ مربی خویش آگاه شد ، تصمیم گرفت که به هیچ وجه نخواهد گذاشت که این نقشۀ ناجوانمردانه عَملی بشود.

بدین ترتیب کشمکشِ شدیدی بینِ مُربیِ خائن و سربازِ جوان آغاز شد. هر اندازه ای که هوا پیمایِ نیروی هوایی پاکستان به خاکِ دشمن نزدیک تر می شد ، همان اندازه ، معرکۀ گیرو دار بین مُربّیِ خیانتکار و راشدِ فداکار گرمتر می شد هوا پیما داشت لحظه به لحظه به مَرز دشمن نزدیکتر می شد. حالا کُوچکترین فرصتِ درنگ نمانده بود. راشد تصمیم قاطعی گرفته بود. وی با سعی هر چه تمامتر ، هوا پیمای خود را رُو به زمین کرد که در ظرفِ چند ثانیه ، در خاکِ پاکِ ما سُقُوط کرد و مُنفَجِر شد. راشد منهاس این مسابقۀ زندگی و مرگ را بُرد. جانِ شیرینش را باخت ولی زندگانی جاوید یافت و فرد فردِ ملّتِ پاکستان را سربلند و مُفتخر ساخت.

دُرُود بر رُوحِ پاکِ راشد منهاس که با شجاعتِ کم نظیرِ خود ، سرمشقی شانِ تقلید برایِ جوانانِ باحمیّتِ میهنِ ما ، از خود باقی گذاشت.

(شیخ نوازش علی)

فرهنگ

شاهد : گواہ

مواقِع بُحرانی : ہنگامی حالات

بُزرگسال : (بزرگ+سال) بڑی عمر کا آدمی

عَقب ماندن : پیچھے رہ جانا

شہامت : بہادری، دلیری

سِنّ : عمر

خوشبختانه : (خوش+بخت+انه) خوش قسمتی سے

آلان : اب ، اِس وقت

فداکاری : قربانی ، ایثار

عالی ترین : سب سے بڑا

نظامی : فوجی

فوق العاده : غیر معمولی

نائل آمدن : کامیاب ہونا

دیپلُم عُلُوم : ایف ایس سی

اکادمی : اکیڈمی

سُتوان هوایی : فلائٹ لیفٹیننٹ

مُرَبِّی : تربیت دینے والا

نقشه : سازش

بِدین ترتیب : یوں ، اِس طرح سے

قاطعی : قطعی ،فیصلہ کُن

مُنفجر شدن : پھٹنا

بُردن : جیت جانا

سرمشق : نمونہ

نشان دادن : دِکھانا ، مظاہرہ کرنا

مُتَصَرف شدن : قابض ہونا

زمینهِ : میدان

هم/نیز : بھی

جَسُور : دلیر

مدال : میڈل ، تمغہ

نِیرُو : فوج

اِحراز : حُصُول

بازنشستِه : ریٹائرڈ

کارآموزی : ٹریننگ

به عُنوان : کے طور پر، کی حیثیت میں

دوره : کورس

خاین : خیانت کرنے والا، غدار

ناجوانمردانِه : بُزدلانہ

مَرز : سرحد

سُقُوط کردن : گرنا

مسابقه : مقابلہ

مُفتَخر : صاحبِ فخر

شانِ تقلید : قابلِ تقلید

نیروهای سه گانه : تینوں (برّی ، بحری ، ہوائی) فوجیں

جنگندِه : (جنگیدن مصدر، جنگد مضارع، جنگ فعل امر + ندا) لڑاکا

تحصیل حرفه ای : فنّی تربیت، پیشہ ورانہ تعلیم

تمرین

۱-

۱- معاذ، مغوذ اور محمد بن قاسم کون تھے ؟

۲- '' نشان حیدر '' کسے کہتے ہیں ؟

۳- راشد منہاس کیسے شہید ہوئے ؟

٤- شہادت کے وقت ان کی کیا عمر تھی ؟

٥- اِس واقعے سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل افعال کی شناخت کیجیے :

انجام می دهند ، پرواز می کرد ، داشت نزدیکتر می شد ، نخواهد گذاشت ، نمانده بود

۲- '' دیپلم '' ، ''اوت '' اور '' اکادمی '' جیسے لفظوں کو مُفرَّس (فارسی بنایا گیا) کہا جاتا ہے۔
ایسے پانچ الفاظ اور لکھیے۔

۳- سبق کے جمع الفاظ الگ لکھیے۔

ارزشِ ورزش

رُوحِ سالِم همیشه در بَدَنی سالِم وجود دارد. کسی که از سلامتِ بَدَن بر خوردار نیست ، اغلب از سلامتِ روحِ نیز بی بهره است. ما ، برایِ پیشرفت در زندگی ، به سلامتِ بَدَن و رُوح نیاز داریم. اگر می خواهیم رُوح سالمی داشته باشیم ، باید به سلامت بَدَن تَوَجه بیشتری کُنیم.

در زمانهایِ گذشته ، بیشترِ کارها با نُیرویِ دست و بَدَن انجام می گرفت و اکثرِ مردم به هنگامِ کار کردن ، خود به خود طورِ طبیعی ورزش می کردند. راهها پیاده پیموده می شد. مسافرتهای طُولانی با اسب یا قاطر انجام می گرفت. این پیاده روی و اسب و قاطر سواری ، خود نوعی ورزش است. ولی در جامعهٔ پیشرفتهٔ امروزی ، قضیّه بالعکس است. امروزها ، همهٔ کارهایِ سنگین با ماشین انجام می گیرد. با بودنِ وسایلی چون اتومبیل ، قطار و هوا پیما ، هیچکس پیاده یا با اسب سفر نمی کند. در نتیجه ، ما رَوِش ورزش طبیعی را از دست دادیم. حال آنکه تنِ آدمی اگر به کار نیفتد؛ به سستی می گراید. آدم تنبل می شود و تنبلی آدم را به نامؤفقیت می کشاند. بَدَنِ آدمی ، اگر به کار آفتد ، نیرو می گیرد ، رُشد می کُنَد و کمال می یابد. سختیهایِ زندگی چیره شویم.

وقتی ما ورزش می کُنیم ، خُون سریعتر در بدنِ ما می گردد ، و به ماهیچه ها بیشتر رُوی می آورَد. ما بیشتر عَرَق می کُنیم و سَمها از بَدَن خارج می شوند. تنفس تند تر می شود و اکسیژنِ بیشتری به بدن می رسد. این امر ، تن را سالِم و جان را شاداب می کُند. ورزش ، خستِگی و فرسودگی جسمی و رُوحی را زود تر برطَرَف می کُند ، و ذهن برایِ کوشش آماده تر می شود.

ورزشهایِ گروهی ، ورزشکاران را راه و رسمِ زندگی و تعاون با مردم می آموزد. ما باید در زندگی عادی هم روحیهٔ ورزشی داشته باشیم.

از پیروزیها مغرور و از شکستها دلشکسته نشویم. شکست ، قَدَمِ اوّل در راه پیروزی است.

(دکتر شعیب احمد)

فرهنگ

سالم : تندرست، صحت مند

پیشرفت : ترقی

قاطر : خچر

امروزی : موجودہ، آج کل کا

بالعکس : برعکس

چیرِہ : غالب، فاتح

عَرَق کردن : پسینہ آنا

اکسیژن : آکسیجن

گروهی : ٹیم کی صورت میں

عادی : عام ، روزمرّہ کی

پیروزی : کامیابی

سلامت : صحت وسلامتی

نیاز داریم : ہمیں ضرورت ہے

جامعه : معاشرہ

قضیه : معاملہ ، مسئلہ

تنبل : کاہل

ماهیچه ها : عضلات

سَم : زہر

بر طرف کردن : ختم کرنا، دُور کر دینا

ورزشکار : ورزش کرنے والا، سپورٹس مین

رُوحیهٔ ورزشی : سپورٹس مین سپرٹ

تمرین

-۱

۱- ورزش کیوں ضروری ہے ؟

۲- پسینہ آنے سے کیا ہوتا ہے ؟

۳- آجکل کے دور میں ورزش کی کیا اہمیت ہے ؟

٤- صحت مند رُوح سے کیا مراد ہے ؟

٥- ناکامی ، کامیابی کا پہلا زینہ ہے ، کیوں ؟

-۲

۱- فارسی ترجمہ کیجیے :

ورزش انسانی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ ورزش سے جسم بھی صحتمند رہتا ہے اور رُوح بھی۔ آجکل ہمیں ورزش کی زیادہ ضرورت ہے۔ ورزش نہ کرنے سے آدمی کاہل ہو جاتا ہے۔ کاہلی آہستہ آہستہ زندگی کو ناکامی کی طرف لے جاتی ہے۔ نوجوان کو روزانہ ورزش کرنی چاہیے۔ نوجوان، قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ نوجوانوں کی صحت مندی، قوم کے مستقبل کی صحت مندی ہے۔

گرفته : افسرده ، اُداس

آماده : تیار

دوست داشتن : پسند کرنا

نیاکان : اجداد

بدون : بغیر

قشنگ : خوبصورت

فعلاً : ابھی

فارسی گفتاری: بول چال کی فارسی

مُسلّط شدن : ماہر ہونا

من رفتم : میں جارہی ہوں، میں تو چلی

چه خبر است : کیابات ہے ؟ کیاہورہاہے ؟

جدّی : واقعی ، سچ مچ

متوجه شدن : جاننا، سمجھنا

قرن : صدی

اغلب : زیادہ تر

یادگرفتن : پڑھنا، سیکھنا

نخیر : نہیں

قول دادن : وعدہ کرنا

یاد دادن : سکھانا

می بینمت : تجھے دیکھوں گی، ملوں گی

تمرین

۱-

۱- عظمی کیوں اداس تھی ؟ وہ کیاسوچ رہی تھی ؟

۲- اُس نے فارسی کو پسند کرنے کی کیاوجوہات بتائیں ؟

۳- فارسی جانے بغیر اُردُو کا حق کیسے ادانہیں ہوسکتا ؟

٤- فارسی تکلّمی کی کیااہمیت ہے ؟

٥- کیاآپ نے فارسی میں کچھ باتیں سیکھی ہیں ؟

۲-

۱- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

آج ہم نے فارسی کا آخری سبق پڑھا ہے۔ ہمیں فارسی بہت اچھی لگتی ہے۔ اس میں حکمت و اخلاق کی اچھی اچھی باتیں ہیں۔ فارسی شاعری بھی بہت دلکش ہے۔ ہم ابھی زیادہ فارسی بول نہیں سکتے۔ اگلے سال ہم کوشش کریں گے کہ بول چال کی فارسی سیکھ جائیں۔ اگر ہم محنت کریں گے تو انشاء اللہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

نمبروں کی تقسیم

(انشائی) کل نمبر 60

حصہ اوّل

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔ (20)

حصہ دوم

سوال نمبر 2 : نثر پارے کا سلیس اردو میں ترجمہ کیجیے سبق کا عنوان اور مصنف کا نام بھی لکھیے۔ (8+1+1)

سوال نمبر 3 : اشعار کا ترجمہ اور تشریح (4+6)

سوال نمبر 4 : فارسی میں پرنسپل کے نام بیماری کی وجہ سے چھٹی کی درخواست یا والد کے نام خط لکھیے
جس میں انہیں اپنے پاس ہونے کی اطلاع دیں۔ (10)

سوال نمبر 5 : جملوں کا فارسی میں ترجمہ کریں۔ (10)

نوٹ : ممتحن درخواست کی جگہ خط بھی پرچہ میں پوچھ سکتا ہے۔

معروضی (کل نمبر 40)

سوال نمبر 6 : درست جواب پر نشان " ✓ " لگایئے۔ (15)

سوال نمبر 7 : فقرات مکمل کریں۔ (15)

سوال نمبر 8 : کالم (الف) اور کالم (ب) میں ربط پیدا کر کے جوابات کالم (ج) میں درج کریں۔ (10)